

قدرد

رُشَكَاتِ قَلْبِكَ

مُفْتِي الْعِزَّةِ الْبَالِغِ كَمَا
رَبِّهِ الْوَيْدِ حَضْرَتِ مُولَانَا
زَكِيَّ الْوَلِيَّ الْخَانِ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ

شیخ التفسیر محدث کبیر، عظیم محقق، فقیہ العصر، استاذ العلماء مفتی اعظم پاکستان حضرت مولانا محمد زرولی خان صاحب دامت برکاتہم کے جامعہ ابوہریرہ میں عالمانہ بیانات، ماہنامہ القاسم میں چھپنے والی علمی، ادبی تحریرات، فاضلانہ تاریخی مکتوبات اور ان کے سحر انگیز قلم سے مولانا عبدالقیوم حقانی کی بعض کتابوں پر ماہنامہ ”الاحسن“ میں چھپنے والے علمی، ادبی، تاریخی تبصرے، تجزیے اور تعارفیے علم و ادب کے شہ پارے، نقد و جرح کے اشارے، حقائق و معارف کے مہ پارے، عالمانہ تحقیق کے نظارے، علم پروری، وسعتِ ظرف، بزرگانہ شفقتوں اور کہکشانِ توجہ و عنایت کے روشن ستارے، نورِ علم سے معمور دلچسپ علمی سوغات

ترتیب: حافظ محمد قاسم

القاسم اکیڈمی جامعہ ابوہریرہ

برانچ پوسٹ آفس خالق آباد ضلع نوشہرہ

2008

16

قدیر زر

رُشحاتِ قلم : مفتی اعظم پاکستان

شیخ الحدیث حضرت مولانا مفتی محمد زرولی خان

شیخ التفسیر محدث کبیر، عظیم محقق، فقیہ العصر، استاذ العلماء مفتی اعظم پاکستان حضرت مولانا محمد زرولی خان صاحب دامت برکاتہم کے جامعہ ابو ہریرہ میں عالمانہ بیانات، ماہنامہ القاسم میں چھپنے والی علمی، ادبی تحریرات، فاضلانہ تاریخی مکتوبات اور ان کے سحر انگیز قلم سے مولانا عبدالقیوم حقانی کی بعض کتابوں پر ماہنامہ ”الاحسن“ میں چھپنے والے علمی، ادبی، تاریخی تبصرے، تجزیے اور تعارفیے، علم و ادب کے شہ پارے، نقد و جرح کے اشارے، حقائق و معارف کے مہ پارے، عالمانہ تحقیق کے نظارے، علم پروری، وسعتِ ظرف، بزرگانہ شفقتوں اور کہکشانِ توجہ و عنایت کے روشن ستارے، نورِ علم سے معمور دلچسپ علمی سوغات

ترتیب : حافظ محمد قاسم

القاسم اکیڈمی، جامعہ ابو ہریرہ، خالق آباد، نوشہرہ

جملہ حقوق بحق ادارہ محفوظ ہیں

.....

قدر زر 84335	نام کتاب
شیخ الحدیث مولانا مفتی محمد زرولی خان	افادات
مولانا عبدالقیوم حقانی	بہ اہتمام و نگرانی
حافظ محمد قاسم	ترتیب
جان محمد جان رکن القاسم اکیڈمی	کمپوزنگ
108 صفحات	ضخامت
ربیع الاول ۱۴۲۹ھ / اپریل ۲۰۰۸ء	تاریخ طباعت اول
القاسم اکیڈمی، جامعہ ابو ہریرہ	ناشر
برانچ پوسٹ آفس، خالق آباد نوشہرہ	

ملنے کے پتے

.....

- ☆ صدیقی ٹرسٹ، صدیقی ہاؤس، المنظر پارٹمنٹس، ۴۵۸ گارڈن ایسٹ، نزد سبیلہ چوک کراچی
- ☆ مکتبہ رشیدیہ، سردار پلازہ جی ٹی روڈ اکوڑہ خٹک ضلع نوشہرہ
- ☆ کتب خانہ رشیدیہ، مدینہ کلاتھ مارکیٹ، راجہ بازار، راولپنڈی
- ☆ مکتبہ سید احمد شہید، ۱۰ الکریم مارکیٹ، اردو بازار، لاہور
- ☆ زم زم پبلشرز، نزد مقدس مسجد، اردو بازار، کراچی
- ☆ مولانا خلیل الرحمن راشدی صاحب، جامعہ ابو ہریرہ، چنوں موم ضلع سیالکوٹ

اس کے علاوہ پشاور کے ہر کتب خانہ میں یہ کتاب دستیاب ہے



فہرست

۶	خارج تحسین مولانا محمد ابراہیم فانی
۷	تقدیم مولانا عبدالقیوم حقانی
۱۱	قد ریزر (نظم) از : سلطان فریدی
۱۳	بابِ اوّل مکاتیب
۱۵	کتب قیمہ، تصنیفات مبارکہ اور علمی ماحول کی خوش رنگیاں
۱۷	علمی سوغات
۱۹	توضیح السنن اردو شرح آثار السنن
۲۲	علمی عظمتیں، عملی محاسن، تسکین خاطر اور تبرید نواظر
۲۳	اساتذہ کے علوم و معارف کی خدمت و اشاعت کی سعادت
۲۶	ابوالوفا افغانی کی وصیت احسانات علمیہ اور فیضانِ رشد و ہدایت
	سر سبز و شاداب میدانِ علم، قابلِ تقلید اور قابلِ فخر مثال، کمالِ خلق، مثالی تواضع اور
۲۸	خوبصورت مناظر
	شرح شمائل ترمذی، علم و محبت کے درخشندہ ستارے، محقق اور مدقق شروح کا معراج
۳۰	منور
۳۳	تفسیر زاہدی، خلوص، قدرِ علم اور بہارِ تحقیق کا ازہر
۳۵	سوانح مجاہد ملت، نقد اصلاحِ تحریر اور تحریرات الحدیث
۳۸	احسن البرہان اور دلچسپ نسخہ قرآن
۴۰	میدانِ تحقیق کا مرکز اور خیر و برکت کے معاون

۴۲ ----- درس و تدریس، تصنیف و تالیف اور قدرت کا تکوینی نظام

۴۷ ----- باب دوم خطبات

۴۹ ----- خدمتِ علم، صحبتِ شیخ اور اتباعِ کامل، برکات، ثمرات اور نوادرات

۴۹ ----- خطبہ مسنونہ کے بعد

۵۰ ----- سرحد کی زمین پر دین کا کام

۵۰ ----- خدماتِ علم کے دو طریقے

۵۱ ----- ادب، علم کے لئے بمنزلہ لباس کے ہے

۵۱ ----- صحبت و خدمتِ شیخ کی برکات

۵۲ ----- تحصیلِ علم میں اتباع کی شرط

۵۳ ----- کامل استفادہ کی شرطِ اول

۵۳ ----- اتباعِ کامل کی ایک مثال

۵۴ ----- امامِ اعظم کی صحبت کی برکات

۵۵ ----- والدین سے پہلے استاد کے لئے دُعا

۵۵ ----- قہرِ استاذ

۵۶ ----- دیہاتی ماحول میں خدمتِ علم

۵۶ ----- تفسیر زاہدی

۵۶ ----- مخطوطات جمع کرنے کا شوق

۵۷ ----- کامیاب مدرسہ

۵۷ ----- خدمتِ علم و دین کی برکتیں

۵۸ ----- خدا کی غیبی نصرتیں

۵۹ ----- عملِ صالح کی برکات

۵۹ ----- اور نگزیب سے خواب میں ملاقات

- ۶۱ ----- اکابر اور اساتذہ کرام کی مخلصانہ خدمات کی برکات
- ۶۵ ----- **باب سوم تعارف و تبصرہ کتب**
- ۶۷ ----- شرح شمائل ترمذی، تذکرہ راویان شمائل ترمذی، مہتاب نبوت ﷺ کی ضوافشائیاں۔
- ۷۱ ----- سوانح شیخ الحدیث مولانا عبدالحق صاحب
- ۷۶ ----- جمال یوسف (تذکرہ و سوانح مولانا محمد یوسف بنوری)
- ۸۰ ----- تذکرہ المصنفین المعروف بہ تراجم العلماء
- ۸۲ ----- حقانی تبصرے
- ۸۳ ----- شاہ کونین ﷺ کی شہزادیاں
- ۸۴ ----- جمال انور (تذکرہ و سوانح علامہ انور شاہ کشمیری)
- ۸۶ ----- فتاویٰ حقانیہ، رأس الاتقیاء شیخ الحدیث مولانا عبدالحق کے زیر نگرانی فتاویٰ کا مجموعہ۔
- ۹۰ ----- حیات علم کے روح پرور اور اہل حق کی آن بان
- ۹۲ ----- اعتراف عظمت مقام پاکستان کے شیخ زاہد الکوثری
- ۹۴ ----- سوانح شیخ الاسلام مولانا سید حسین احمد مدنی
- ۹۵ ----- کسکول معرفت
- ۹۶ ----- اسلامی آداب زندگی
- ۹۷ ----- زاد الفقیر اردو شرح نحو میر
- ۹۸ ----- المصنفات فی الحدیث
- ۱۰۷ ----- حضرت الشیخ کی مدح میں (نظم)
- ۱۰۸ ----- حضرت الشیخ کے نام نامی کے حروف کے اعتبار سے

قدرِ زر خراجِ تحسین

مولانا حافظ محمد ابراہیم فانی

”قدرِ زرِ پرلیس میں جا رہی تھی کہ جامعہ دارالعلوم حقانیہ کے فاضل و مدرس، معروف ادیب حضرت مولانا حافظ محمد ابراہیم فانی صاحب جامعہ ابو ہریرہ تشریف لائے۔ ”قدرِ زر“ کی کاپیاں ملاحظہ فرمائیں تو بے حد خوش ہوئے۔ فوراً فی البدیہہ بے ساختہ اردو اور فارسی میں ”قدرِ زر“ کی تحسین میں کلامِ موزون ہوا، وہی نذرِ قارئین ہے..... (مق)

قدرِ زر (اردو)

اک کتابِ مستطاب، قدرِ زر
 بے مثال و لاجواب، قدرِ زر
 علم و فن کے عاشقوں کے واسطے
 بس حسین اک انتخاب، قدرِ زر
 ☆.....☆.....☆

قدرِ زر (فارسی)

یک کتابے مستطابے، قدرِ زر
 بے مثال و لاجوابے، قدرِ زر
 بہر مشتاقانِ علم و فن، بدال
 بس حسین یک انتخابے، قدرِ زر



تقدیم

الحمد لحضرة الجلالة والصلوة والسلام على خاتم الرسالة.

نظیر اکبر آبادی کا ایک خوبصورت مگر ولولہ انگیز شعر ہے.....

وہ تری گلی کی قیامتیں کہ لحد سے مردے نکل پڑے

یہ مری جبینِ نیاز تھی کہ جہاں دھری تھی دھری رہی

یہ شعر جب کبھی میرے قلم یا میری زبان کی نوک پر آتا ہے تو آنکھوں کے سامنے

ان لوگوں کے ہرے آجاتے ہیں کہ جن کے دم سے مدرسہ، تعلیم گاہ، درس و تدریس، فقہ و

افتاء، تصنیف و تالیف، بحث و تحقیق اور علم و کردار کی روایت زندہ اور عشق و وفا کی حکایت لذیذ

چلی آ رہی ہے۔

دنیا کی تاریخ شاہوں اور شاہ نوازوں سے بھری پڑی ہے، ہر عہد میں ظالم اور

ظلمات فروش بکثرت نظر آتے ہیں، ہر دور حدیثِ خواب کہنے والے شب پرستوں سے

معمور نظر آتا ہے اور کوئی زمانہ ضمیر کے تاجروں اور وفا کے سوداگروں سے خالی دکھائی نہیں

دیتا، لیکن پہلو بہ پہلو وہ لوگ ملتے ہیں جنہوں نے قرب شاہی پر خود آگاہی کو ہمیشہ فوقیت

دی، جنہوں نے ظلمت کو ضیاء کہنے سے ہمیشہ انکار کیا، جو شب پرست نہیں شب زندہ دار

رہے اور جنہوں نے ضمیر کو جنسِ دکان اور وفا کو متاعِ ارزاں نہیں بننے دیا، یہی وہ دیوانے

ہیں جن کے سامنے ہر صدی کے فرزانے پانی بھرتے نظر آتے ہیں اور یہی وہ سودائی ہیں جن کے وجود پر چمنستانِ فکر و عمل کی زیبائی و رعنائی موقوف ہے۔ خدا معلوم یہ لوگ نہ ہوتے تو کردار کا تسلسل کیسے قائم رہتا اور وفا کی آبرو کیوں کر بچتی؟

ہمارے مخدوم و محترم مفتی اعظم پاکستان شیخ الحدیث حضرت مولانا محمد زرولی خان مدظلہ کا شمار ایسے سختی کشانِ عشق میں ہوتا ہے جو طبعاً مشکل پسند واقع ہوئے ہیں، اگر انہیں درس و تدریس، علم و تحقیق، ابطالِ باطل اور احقاقِ حق کے میدان میں کوئی دشوار مرحلہ درپیش ہوا تو وہ اپنا سفینہ ڈبو دینے پر آجاتے ہیں، کبھی طوفان سے مفاہت کر کے ساحل پر پہنچنے کی آرزو نہیں کرتے، انہیں ابتلاؤں اور جفاؤں کے ہچکولوں میں اور علم و تحقیق اور ایثار و جہاد کی صحراءِ نوردیوں میں لطف آتا ہے، کبھی ایوانِ حکومت کے پنڈولوں میں جھولنے کی خواہش نہیں کی، وہ کڑکتی بجلیوں سے نباہ کرنے میں تنگدل نہیں ہوتے، مگر مصلحتوں کے نشیمن میں پناہ لینے کو عار سمجھتے ہیں۔

جب سے روسی استعمار شکست کھا گیا، اور اس کے ساتھ ساتھ مناظرِ عالم بدل گئے، روایاتِ خرافات میں کھو گئیں، قدر و منزلت کے نئے پیمانے وجود میں آ گئے، عروج و زوال کی نئی داستانیں لب ہستی پر آ گئیں، غازی غدار اور غدار رونقِ اقتدار ہو گئے، گھوڑوں کے سائیس نیا جنم لے کر رئیس اور اقلیمِ عشق کے سفیرِ پابہ زنجیر اور اسیر بن گئے، کل تک جو کسی کی اترن پہنتے تھے، آج ان کی پھین دیکھنے کے لائق ہے، کل تک جو در پر پڑے رہتے تھے آج گھر کے مالک نظر آتے ہیں، کل تک جن کے ہاتھ میں کاسہ گدائی تھا آج وہ ملبوسِ خلعت شاہی ہیں، جنہیں کل تک بات کرنے کا سلیقہ نہ تھا آج رونقِ بزم بنے ہوئے ہیں، کل تک جن کے ماتھے پر داغِ رسوائی تھا وہ دنیا کو آداب کجکلا ہی سکھاتے پھر رہے ہیں، کل تک جن کے دامن میں سو چھید تھے آج ان کی پارسائی کے قصیدے لکھے اور پڑھے جا

رہے ہیں، غرضیکہ ہر صاحبِ نظر محو حیرت ہے کہ دنیا کیا سے کیا ہو گئی ہے مگر ہمارے ممدوح نے ان قیامت خیز تبدیلیوں میں نہ تو اپنے دامنِ توکل کا کوئی پیوند کسی کے پاس گروی رکھا اور نہ کسی داغِ دل کا معاوضہ وصول کیا۔

اس پیکرِ عزم و ہمت اور مرد خود آشنا و خدا آگاہ کے مکاتیب، مواعظ، تبصرے، افکار کی ترتیب و اشاعت اور پھر ان کا ابنائے قوم کے سامنے پیش کرنے کا خوشگوار فریضہ عزیز حافظ محمد قاسم سلمہ نے انجام دیا ہے۔

حافظ محمد قاسم اگرچہ آج کل اپنی عزیزہ کی تیمارداری میں مصروف ہے، لیکن کسی کا ذوق اگر علمی و مطالعاتی ہو تو زمینی فاصلے اور عوارض و امراض اس کے لئے بے معنی ہو جاتے ہیں، چنانچہ عزیز محمد قاسم بھی تحصیلِ علم کے ساتھ ساتھ خدمتِ مریض میں رہنے کے باوجود علم و فکر کی لذات سے پوری طرح لطف اندوز ہوتے رہتے ہیں۔ خدا کسی کو ذہن رسا اور ذوقِ مصفا عطا کر دے تو وہ شخص مور کی طرح چمنستانِ رنگ و حسن اپنے جسم میں سجائے رکھتا ہے، جب چاہا پر کھول دیئے اور رنگوں کا سیلاب آ گیا، ایسے چمن بدوش لوگ ہر عہد میں اور ہر جگہ پر پالے جاتے ہیں.....

جائے کس واسطے اے دردِ میخانہ کے بیچ

کچھ عجب مستی ہے اپنے دل کے پیانہ کے بیچ

عزیز موصوف نے بڑی محنت لیکن جذباتِ عقیدت کے ساتھ ”قدِ رِزْرِ“ کو مرتب

کیا ہے جس میں انہوں نے مضامین کی صحت، ترتیب اور تسلسل کا اہتمام کیا ہے۔ کتاب کو

دیکھ کر نہ یہ رائے قائم کی جائے کہ مرتب نے اپنے ممدوح کی قصیدہ خوانی کی ہے اور نہ ہی

راقم الحروف کو مولانا کے ایک عالی عقیدت مند کا الزام دیا جائے بلکہ اسے ایک خوشگوار آغازِ کار

سمجھا جائے کہ یہاں تو اربابِ اقتدار کے قصیدے مرتب کئے جاتے ہیں یا قارون کے

ورثاء اصحابِ زرو جاگیر پر تعریف کے ڈونگرے برسائے جاتے ہیں لیکن وہ لوگ جنہوں نے کسی اعلیٰ نصب العین کے لئے جینے کا حوصلہ دکھایا، اور علم و قلم کو اپنی سب سے بڑی دولت قرار دیا، ان کے بارے میں لکھا بھی جاتا ہے تو اس وقت جب وہ اس دنیا میں نہیں ہوتے۔ ان کی کسی بات کی تصدیق بھی نہیں ہو پاتی اور تردید بھی ممکن نہیں رہتی، اپنا سب کچھ قوم و ملک، علم و بدرسہ اور تحقیق و تدقیق کے لئے تہ تیغ دینے والوں کا اتنا حق تو بنتا ہے کہ ان کے جیتے جی ان پر لکھا جائے، ان کے علوم و معارف کو مرتب کیا جائے، ان کے قلمی کاوشوں کو فروغ بخشا جائے، جس سے ان کو تو کوئی غرض شائد نہ ہو لیکن معاصرین کے لئے ان کے نقوشِ حیات اور مکاتیب و تحریرات دلیلِ راہ بن سکتے ہیں۔

زندگی صرف حکومت کرنے اور دولت سمیٹنے کا نام نہیں اس کے علاوہ بھی زندگی کا کوئی مفہوم ہوتا ہے، جو صرف ان پر منکشف ہوتا ہے جو زندگی کو صرف سانس کی آمد و رفت نہیں بلکہ استقامت و حمیت کا مرقع سمجھ کر بسر کرتے ہیں، مجھے ”قدرِ زر“ پر کچھ لکھنے میں تامل تھا کیونکہ جو شخص عافیت کا ایک لمحہ بھی قربان کرنے کو تیار نہ ہو وہ عشق کی وادی بلاخیز کے انتھک مسافر کے بارے میں کیا رائے دے سکے گا؟ لیکن یہ سوچ کر کہ شائد اپنے قلم کے نکلے ہوئے لفظوں کی لاج رکھنے کو اپنے اندر کوئی تبدیلی لاسکوں، لمحے اور لفظ زندگی کا رخ موڑ دیتے ہیں۔ اب ”قدرِ زر“ کا مطالعہ کیجئے، شاید یہ تمہاری زندگی کا رخ بھی موڑ دے۔

عبدالقیوم حقانی

صدر القاسم اکیڈمی جامعہ ابو ہریرہ

برانچ پوسٹ آفس خالق آباد نوشہرہ

ربیع الاول ۱۴۲۹ھ / ۲۷ مارچ ۲۰۰۸ء

قدرِ زر

سلطان القلم سلطان فریدی

سلطان القلم سلطان فریدی، القاسم اکیڈمی کے رکن، صاحب علم و قلم، ادیب و نقاد اور بحر علم و ادب کے شناور ہیں۔ ”قدرِ زر“ اُن کی نظر سے گذری تو تاثرات اور جذباتِ دل کلامِ منظوم کی صورت میں چھلک پڑے۔ ذیل میں وہی شہ پارہ علم و ادب نذرِ قارئین ہے..... (مق)

ہاتھ آئی ہے مرے اَب کے، کتابِ ’قدرِ زر‘
دل کی آنکھوں سے جو میں نے دیکھ لی یہ سر بسر
حکمتوں سے اس کی میں بھی ہو گیا ہوں بہرہ ور
ہو گئی میری بصیرت اور بصارت تیز تر

زرِ فشانی ہے یہ مفتی زرولیؑ کی معتبر

ہاتھ آئی ہے مرے اَب کے، کتابِ ’قدرِ زر‘

ایک عالی اہلِ حق کے خوب مکتوبات ہیں
اور کچھ اس میں اُنہی کے پُر اثر خطبات ہیں
کس قدر اس میں بھری پُر مغز معلومات ہیں
سامنے اُن کے جو اُن کے دوست کی خدمات ہیں

تبصرہ ہر کام پر ہے عالمانہ، مختصر

ہاتھ آئی ہے مرے اَب کے، کتابِ ’قدرِ زر‘

۱: شیخ الحدیث مفتی اعظم پاکستان حضرت مولانا زرولی خان صاحب مدظلہم

طالبانِ علمِ قرآن کو ہے زیبا برتری
 ہے کلامِ حق سے ملتا ان کو زاوِ رہبری
 ان کے ہاں احقاقِ حق بھی ہے کمالِ زرگری
 قدرِ زر زرگر شناسد ' قدرِ جوہر جوہری

بے شبہ ہے قابلِ تعریف حقانیٰ ہنر

ہاتھ آئی ہے مرے اب کے ' کتابِ 'قدرِ زر'

اور حقانیٰ کو ہے حاصل جو حقانی قلم
 اور ان کے دل میں ہے جو موجزن ملت کا غم
 خوشہ چینِ اہلِ حق میں وہ ہمیشہ ' دم بدم
 مہربانی ان پہ مولا کی ہے ' پالائے کرم

کیوں نہ ہوں مقبول وہ در مجلسِ اہلِ نظر

ہاتھ آئی ہے مرے اب کے کتابِ 'قدرِ زر'



بابِ اوّل

مکاتیب

برادرِ محترم حضرت مولانا عبدالقیوم حقانی صاحب مدظلہ کی
 تصنیفات اور فقہاءِ احناف سے گہری وابستگی دیکھ کر حکومت
 عثمانیہ ترکیہ کے شیخ الاسلام اور بلادِ عرب کے علامہ انور شاہ شیخ
 زاہد الکوثری اعلیٰ اللہ مقامہ اور زمانہ حال کے امام اہل
 سنت محقق العصر شیخ الحدیث حضرت مولانا سرفراز خان صاحب
 صدر بارک اللہ فی حیاتہ القیمة کی جلیل القدر دینی
 خدمات کی جھلک آنکھوں کے سامنے آ جاتی ہے جو دل و دماغ
 کے سکون اور روح و ایمان کی تازگی و بشاشت کا باعث ہوتی

ہے۔

شیخ الحدیث حضرت مولانا مفتی محمد زرولی خان

(۱)

کتابِ قیمہ، تصنیفاتِ مبارکہ اور علمی ماحول کی خوش رنگیاں

محترم و مکرم حضرت مولانا عبدالقیوم حقانی صاحب دامت برکاتکم العالیہ
السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ! اُمید ہے مزاجِ سامی بعافیت ہوں گے۔ آنجناب کے
دونوں عطوفت نامے باعثِ تشفی و تسلی ہوئے ہیں۔ خط لکھنے کا ارادہ تھا بقولِ فارسی شاعر
کے.....

ہر شب گویم کہ فردا ترکِ این سودا کنم
باز چوں فردا شود امروز را فردا کنم
(مجھے ہر رات یہ عزم ہوتا ہے کہ کل اس کام کو ترک کر دوں گا، مگر دوسرے روز
پھر میں دیگر کاموں میں مصروف ہو جاتا ہوں اور اسی روز کا کام پھر کل پر چھوڑ جاتا ہوں)
آنجناب نے اور حضرت اقدس مولانا ڈاکٹر سید شیر علی شاہ صاحب نے اس عاجز
کے بارے میں جو اظہارِ شفقت و محبت فرمایا ہے، وہ اپنے اپنے مقام اور خلقِ کریم کا نتیجہ
ہے..... ع وگر نہ من ہماں خا کم کہ ہستم.....

(مگر میں تو وہی خاک ہوں جو میری حقیقت ہے)

علماءِ کرام اور ان کی خدماتِ دیدیہ کی نشر و اشاعت اور مقدور بھرا نہیں تعاون بہم
پہنچانا دین کا مقتضاء اور اس ناکارہ اور عاجز کی زندگی کا سرمایہ ہے.....

عَلَيْنَا لَكَ الْإِسْعَادُ إِنْ كَانَ نَافِعًا

بِشَقِّ قُلُوبٍ لَا بِشَقِّ جُيُوبٍ

(تمہاری نصرت و تعاون اگر نافع ہو تو ہمارے اوپر لازم یہ ہے صرف دست و

بازو سے نہیں گریبان چاک کر کے نہیں بلکہ سینوں کو چاک کر دیتے)

آنجناب کی تصنیفات مبارکہ اور کتبِ قیمہ کا ذکر خیر اور درودِ یوار کی خوش رنگیاں سنتا رہتا ہوں۔ اللہ تعالیٰ مزید کی توفیق عطا فرمائے گو رسائل یا کتبِ قیمہ اور نوادر۔ نیز ماہنامہ ”الحق“ کا حضرت مولانا عبدالحق نمبر شائع ہونے کے باوجود نہ ملنے پر قدرے تأسف مگر اس کی اشاعت اور فیض عام ہونے پر دلی مسرت و فرحت ہوئی ہے۔ آنجناب کی کتاب ”توضیح السنن“ پر ملک بھر کے اجلہ علماء تقاریظ اور تصدیقات صادر فرما چکے ہوں گے۔ ہماری طالب علمانہ تقریظ و تصدیق کوئی معنی نہیں رکھتی.....

در مجلس خود راہ مدہ ہم چوں منے را

آزردہ دل آزردہ کند انجمنے را

(اپنی محفل میں مجھ جیسے لوگوں کو ہرگز جگہ نہ دو کیونکہ آزردہ دل آدمی پوری مجلس کو

آزردہ کر دیتا ہے)

تاہم امتثالِ امر کے پیش نظر چند سطریں اگلی نشست میں روانہ کر دوں گا، اگر پسند

آئیں تو بہت اچھا ورنہ ساقط المتاع کی جگہ ردی کی ٹوکری۔ اُمید ہے برادرانہ اور مخلصانہ

دعواتِ صالحہ میں یاد فرمائیں گے۔ جملہ احباب اور دارالعلوم حقانیہ کے اساتذہ کو سلام

والسلام

مسنون ارشاد فرمائیں۔

خادمکم الفقیر محمد زولی خان عفا اللہ عنہ

۲۳/ ذی قعدہ ۱۴۱۳ھ / ۱۷/۱/۹۴

ان: شیخ الحدیث مولانا عبدالحق نمبر شیخ الحدیث مولانا عبدالحق کی سیرت و سوانح پر مشتمل

ماہنامہ الحق کی خصوصی عظیم تاریخی دستاویز۔

(۲)

علمی سوغات

محترمی و مکرمی حضرت مولانا عبدالقیوم حقانی صاحب دامت معالیکم

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ !

امید ہے مزاج بخیر ہوں گے، آنجناب کی مرسلہ علمی سوغات ”توضیح السنن“ کی پہلی جلد اور نقوش حقانی موصول ہو چکی ہیں۔ جزاکم اللہ خیراً اللہ تعالیٰ شرف قبولیت عطاء فرمائے۔ آپ کے مکرر ارشاد و اصرار پر چند ٹوٹی ہوئی سطور ”توضیح السنن“ کے سلسلہ میں ارتجالاً عجلہ قلیلہ کی شکل میں پیش خدمت ہیں.....

کہاں میں کہاں یہ نگہت گل
نسیم صبح تیری مہربانی

میں کہاں اس قابل کہ آپ جیسے اعلام اور شاہسوارانِ تحریر کی گرانقدر تحقیقات کے بارے میں کچھ عرض کر سکوں.....

یہ تو قسمت میں کہاں تھا کہ کروں کسبِ کمال
بے کمالی میں بھی افسوس کہ کامل نہ ہوا

توضیح السنن کے سلسلے میں ملک بھر کے محقق علماء کی آراء علمیہ گرامیہ سامنے آ چکی ہیں۔ میری حقیر تحریر ان کے سامنے مخمل میں ٹاٹ کا پیوند لگانے کے مترادف ہے، مگر آنجناب کے احسانِ علم اور خدمتِ مخلصہ اور اس عاجز کے ساتھ برادرانہ اور مشفقانہ برتاؤ نے ان بے ربط و بے ضبط چند اداؤں کے لکھنے اور بھیجنے کا موقع دیا، اگر پسند آئے تو فہما،

ورنہ سقطۃ المتاع کی جگہ روڈی کی ٹوکری۔

امید ہے آپ تاخیر اور اس سلسلے میں جو بزرگانہ اور کریمانہ انتظار فرمایا ہے، وہ بصد عجز و انکسار معاف فرمائیں گے۔ بزرگوارم حضرت مولانا سمیع الحق صاحب دامت برکاتہم اور برادر محترم حضرت مولانا انوار الحق صاحب اور دارالعلوم حقانیہ کے دیگر اساتذہ جہابذہ علم کی خدمت میں سلام مسنون عرض فرمائیں۔

والسلام

اخوکم فی اللہ محمد زرولی خان عفا اللہ عنہ

۲۳/ ذی قعدہ ۱۴۱۲ھ

.....☆☆☆.....

(۳)

توضیح السنن اردو شرح آثار السنن

شیخ زاہد الکوثری، علامہ انور شاہ اور شیخ صفدر کی جلیل القدر خدمات کی جھلکیاں
بیان میں روانی، نظر میں وسعت اور اسلوب میں شائستگی کا مظہر

الحمد لله و كفى و صلى الله تعالى عليه وسلم على رسوله المصطفى
ونبيه المجتبي و على اله و اصحابه افضل الخلاق بعد الانبياء و علماء

الامة الفقهاء الى يوم الجزاء . اما بعد !

عظیم القدر محترمی و مکرمی حضرت مولانا عبدالقیوم حقانی دامت برکاتہم و کثر اللہ
امثالہم کی تازہ گراں قدر تصنیف ”توضیح السنن“ جو ہندوستان کے محقق محدث اور ناقد فقیہ
علامہ ظہیر احسن نیوی کی شاہکار کتاب آثار السنن کی نمائندہ شرح ہے، کی جلد اول منصفہ
شہود پر آچکی ہے۔ محققانہ ابحاث اور مدققانہ محاکمے اور مبصرانہ ترجیح الرائج، حنفی مذہب جو
قرآن و سنت کی اقرب ترین تشریح اور سلف صالحین کا طائفہ منصورہ ہے کے وجوہ استنباط
اور مواطن استخراج بڑی شان اور قابل قدر طرز سے سامنے لائے گئے ہیں۔ اعلیٰ ترین
طباعت اور دیدہ زیب عناوین اس پر مستزاد دیر تک قلبی فرحت، دردماغی بشاشت اور ہمہ تن
التفات سے وارفتگی کے ساتھ دیکھتا رہا.....

كشْمِسٍ فِي كَبْرِ سَمَاءٍ وَضَوْءِهَا
يَغْشَى الْبِلَادَ مَشَارِقًا وَ مَغَارِبًا
كَالْبَدْرِ فِي وَسْطِ السَّمَاءِ وَ نُورِهَا
يَهْدِي إِلَى عَيْنِيكَ نُورًا ثَاقِبًا

(جیسے آفتاب آسمان کے وسط میں ہے اور اس کی روشنی کائنات کے تمام اطراف

مشرق و مغرب پر چھائی ہوئی ہے جیسے چودھویں کا چاند آسمان کے وسط میں ہے اور اس کا نور تمہاری آنکھوں کو ہدایت کی روشنی بخشتا ہے)

ز فرق تا بقدم ہر کجا کہ مینگرم

کرشمہ دامن دل مے کشد کہ جا اینجا ست

(از سرتاپا یعنی جتنی جگہ بھی میری دسترس میں ہے قدرت کا کرشمہ میرے دل کے

دامن کو کھینچتا ہے اور مجھے خبردار کرتا ہے کہ جو میری منزل ہے وہ یہیں کہیں ہے)

برادر م محترم حضرت مولانا عبدالقیوم حقانی صاحب مدظلہ کی تصنیفات اور فقہاء

احناف سے گہری وابستگی دیکھ کر حکومت عثمانیہ ترکیہ کے شیخ الاسلام اور بلاوے عرب کے علامہ

انور شاہ شیخ زاہد الکوثری اعلیٰ اللہ مقامہ اور زمانہ حال کے امام اہل سنت محقق العصر شیخ

الحدیث حضرت مولانا سرفراز خان صاحب صغیر بارک اللہ فی حیاتہ القیمۃ کی جلیل القدر

دینی خدمات کی جھلک آنکھوں کے سامنے آ جاتی ہے جو دل و دماغ کے سکون اور روح و

ایمان کی تازگی و بشاشت کا باعث ہوتی ہے۔ میں جہاں توضیح السنن کے بعض مقامات پر

حضرت مولانا کی خدمت میں ہدیہ تبریک پیش کرتا ہوں وہاں کچھ گزارشات بھی کرنی تھیں

مگر وقت کی قلت اور عدیم الفرستی کے عارضہ نے اس کا موقع ہی نہیں دیا۔ صرف ایک

مثال پر اکتفا کرتا ہوں۔

وضع الجریدۃ علی القبور یا القاء الریا حین . کے مسئلہ پر امام العصر

حضرت مولانا انور شاہ صاحب کشمیری کے امالی فیض الباری کی عبارت سامنے رکھنی تھی اور

فتاویٰ ہندیہ میں بحوالہ غرائب اسے حسن کہنے کی حکمت یا تعلیل ذکر کرنی تھی۔ نیز حافظان

جلیلان بدر اور شہاب کی ”عمدہ“ اور ”فتح“ کی عبارات ملاحظہ کرنی تھیں تاکہ غرزا اور وضع کا

فرق اور امام خطابی کی توضیح کی معقولیت سامنے آ جاتی۔ تاکہ زمانہ حال کے مبتدعین کے

لئے بدعات و محدثات کے ابواب کھولنے کی گنجائش نہ رہ جاتی۔

حضرت مولانا عبدالقیوم حقانی کے قلم میں طاقت بھی ہے اور ان کے بیان میں روانی اور ان کی نظر میں وسعت بھی ہے اور ان کے اسلوب میں شائستگی بھی، اس جامعیت کے پیش نظر وہ اس کا خاصہ مدد و اپنے توضیحی اقدام میں مہیا فرما سکتے تھے۔ بایں ہمہ وجوہ یہ کتاب ایک نمائندہ حیثیت رکھتی ہے اور حضرت مولانا حقانی صاحب مدظلہ کے دینی علوم پر وسعت نظر اور تبحر کی آئینہ دار ہے، اور سلف صالحین پر حسن اعتمادی کا شاہکار ہے۔ علوم دینیہ کے قدردان علماء کرام اور طلباء عظام اور دیگر مسلمان بھائیوں کو حضرت مولانا حقانی صاحب کا ممنون ہونا چاہئے کہ یہ علمی جواہر پارے اُن کی وجہ سے منظر عام پر آ رہے ہیں۔ حق تعالیٰ شانہ، حضرت مؤلف دامت برکاتہم کی اس خدمت جلیلہ کو قبول فرمائے اور پڑھنے والوں کے لئے رہتی دنیا تک مشعل راہ ثابت فرمائے۔ وما ذلک علی اللہ بعزیز۔

وانا الاحقر والافقر محمد زولی خان عفی اللہ

خادم جامعه عربیہ احسن العلوم خادم الحدیث والتفسیر والافتاء بہا

۲۳ رزی قعدہ ۱۴۱۳ھ

.....☆☆☆.....

(۴)

علمی عظمتیں، عملی محاسن، تسکینِ خاطر اور تبریدِ نواظر

محترم و مکرم برادرِ محترم حضرت مولانا عبدالقیوم حقانی صاحبِ دامت معالیکم
السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ !

امید ہے مزاجِ سامی بعافیت ہوں گے جزاکم اللہ خیرا۔

جناب کا ارسال کردہ ماہنامہ الحق کا ”شیخ الحدیث حضرت مولانا عبدالحق نمبر“ اور
دلی تشفی اور روحانی تسلی پر مشتمل مکتوبِ کریم باعثِ تسکینِ خاطر و تبریدِ نواظر ہوا۔ اللہ تعالیٰ
مزید کی توفیق عطا فرمائیں۔

ع این چین می روی کہ زیبای رومی (اسی رفتار سے چلو کہ یہ چلنا بہت پیارا ہے)
”توضیح السنن“ کی علمی عظمتوں کے سامنے میری وہ تحریر ایک حقیر سی ادا تھی، جسے
آنجناب نے اپنی علمی بلندیوں سے اور عملی محاسن سے نوازا۔ بارک اللہ فیکم و فی جمیع
اشغالکم و اعمالکم۔

علم کی تحفیظ اور نشر و اشاعت کے سلسلے میں آنجناب جیسے عظیم بزرگ اور مخلص
بھائی اور کہنہ مشق استاذِ تحریر و تقریر کا مشورہ ہم جیسوں کے لئے اور بالخصوص جامعہ عربیہ احسن
العلوم کے شعبہٴ ابلاغ اور فیضِ رسانی کے لئے تقاؤلِ صالح اور مژدہٴ کامیابی و کامرانی ہے۔
عرصہٴ دراز سے اس قسم کے ارادے دامن گیر ہیں لیکن تکوینی طور پر امرِ الہی ہی اصل سرمایہ
اور دنیا و آخرت کے حُسنِ انجام پانے کی مستحکم دولت ہے۔ ان شاء اللہ العزیز زمانہٴ قریب
میں یہ کوشش بھی کی جائے گی۔ وما توفیقی الا باللہ۔

84335

دارالعلوم حقانیہ اور آپ کا قائم کردہ اشاعتی ادارے ”ادارۃ العلم والتحقیق“ کے جملہ بزرگانِ کرام اور احبابِ عظام کی خدمت میں سلام مسنون ارشاد فرماویں۔ ”الحق نمبر“ کی عظیم علمی سوغات پر اور علم و عمل اور تراثِ سلف کے احیاء کی شفقت بھری مشاورت اور تجاویز کا دل و جان سے بصد تکریم و تعظیم تشکر و تمہن۔

والسلام مع التحیة والا کرام

محمد زرولی خان عفا اللہ خادم جامعہ عربیہ احسن العلوم کراچی

۵/ ذی الحجہ ۱۴۱۲ھ

۱: والدی المکرم مولانا عبدالقیوم حقانی نے جامعہ دارالعلوم حقانیہ میں ”ادارۃ العلم والتحقیق“ کے نام سے علیحدہ اشاعتی ادارہ قائم فرمایا تھا۔ اوائل میں دفاع امام ابوحنیفہ، امام ابوحنیفہ کے حیرت انگیز واقعات، علماء احناف کے حیرت انگیز واقعات، توضیح السنن شرح آثار السنن (مکمل)، ارباب علم و کمال اور پیشہ رزقِ حلال، اسی ادارہ سے شائع ہوتے رہے۔ جامعہ ابوہریرہ کے قیام کے بعد وہی ادارہ یہاں منتقل ہوا۔ کچھ عرصہ اسی نام سے کام چلایا، بعد میں اسی ادارے کو ”القاسم اکیڈمی“ کے نام سے تبدیل کر دیا۔ اب وہی ادارہ اسی نام سے تصنیفی، تالیفی، تحقیقی، تاریخی اور علمی ادبی خدمات سرانجام دے رہا ہے جس سے اب تک ۱۴۰ کتابیں شائع ہو چکی ہیں۔

۲: والدی الکریم، مولانا عبدالقیوم حقانی بہ اصرار اور بار بار حضرت الشیخ مولانا مفتی محمد زرولی خان صاحب مدظلہم سے یہ گزارش کرتے رہے کہ جامعہ احسن العلوم کے قیام، انتظامی خدمات، تدریسی افاضات کے ساتھ ساتھ قلمی افادات کے سلسلے میں بھی کام کرنا چاہئے، اللہ نے صلاحیتیں عطا فرمائی ہیں، افادات ضبط ہوں، دورہ تفسیر محفوظ ہو، حدیثی، درسی امالی کی اشاعت ہو، جدید علمی مسائل پر تحقیقی مقالے شائع ہوں، جامعہ کا اپنا ترجمان ہو، ماہنامہ یا ہفت روزہ کا اہتمام ہو۔ بحمد اللہ والدی الکریم کی یہ خواہش اور دلی تمنا اللہ نے پوری کر دی۔ حضرت الشیخ متوجہ ہوئے، دارالتصنیف قائم فرمایا۔ بیسیوں کتب شائع ہوئیں۔ ماہنامہ الاحسن چوتھے سال میں قدم رکھ رہا ہے۔

اللہم زد فزد۔ (مق)

☆☆☆.....

(۵)

اساتذہ کے علوم و معارف کی خدمت و اشاعت کی سعادت

شیخ الحدیث و التفسیر حضرت مولانا زرولی خان صاحب مدظلہ ایک جید عالم دین، محقق استاذ حدیث، نڈر بے باک مجاہد اور فرق باطلہ کے لئے تیغ بے نیام قرآن و حدیث کے علوم و معارف پر عبور ہزاروں مسائل اور حوالہ جات از بر سوانح شیخ الحدیث مولانا عبدالحق ہاتھ میں لی اور اسی مجلس میں پڑھ ڈالی، تصنیع اور تکلف سے مبرا، اپنے مخلصانہ جذبات اور قلبی واردات کا اظہار فرماتے ہیں..... (ادارہ القاسم)

محترم و مکرم حضرت مولانا عبدالقیوم حقانی صاحب زاد اللہ علمہ و عملہ و نفع بہ الامۃ المرحومہ السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ! خدا کرے مزاج سامی بخیر ہوں۔ آپ کا علمی وقیح و عظیم تحفہ ”خیر الرجال عصرہ استاذ المحدثین و فخر الصالحین حضرت مولانا عبدالحق صاحب رحمہ اللہ رحمۃ واسعة کی سوانح پر مشتمل عظیم دستور جو ہزار ہا فوائد و مآرب علم پر مشتمل ہے، موصول ہوا۔ جزاکم اللہ خیرا و وفقکم لمزید الخیر و تسلسل الامتان۔

ع ایں چٹیں می روی کہ زیبا می روی (اسی رفتار سے چلو کہ یہ چلنا بہت پیارا ہے)

اعلیٰ اور گراں قدر مضامین، عمدہ طباعت، دلکش و دیدہ زیب عناوین نے اسی وقت پوری کتاب پڑھنے پر مجبور کر لیا۔ و ننعیم ما قال الشاعر العربی.....

الصبر یجمل فی المواطن کلھا الا علیک فانہ لایجمل
(یوں تو صبر کرنا ہی ہر جگہ ضروری اور موزون و مناسب ہے، مگر جب تمہارا معاملہ ہو تو بے صبری ہی زیادہ اجمل ہے)

ما شاء اللہ جیسے حضرت امام ابو یوسفؒ اور امام محمد رحمہما اللہ نے اپنے شیخ اور استاذ الامام الاعظم امام ابو حنیفہؒ کے علوم کی نعمتوں کا شکر یہ پورے عالم میں ان کے علوم و معارف

کو عام کرنے سے ادا فرمایا اور مسند الہند شیخ العالم شیخ الہند حضرت مولانا محمود حسن صاحبؒ کے تلامذہ نے حضرت کا حق و فاعلم و عمل کے عظیم ایثار اور قربانیوں کے ذریعے ادا فرمایا ہے۔ بغیر تکلف کے، زمانہ حاضر میں آنجناب نے اپنے مشائخ اور اکابر کے علوم کے تشکر اور سپاس کی ادائیگی اعلیٰ نشر و اشاعت کے ذریعے کی ہیں، اللہ تعالیٰ مزید کی توفیق عطاء فرمائے اور ہم جیسے نابکاراؤں کو ان سے متمتع ہونے کی توفیق عطاء فرمائے۔ (آمین یا رب العالمین)

ایک ضروری بات عرض کرنی ہے۔ اُمید ہے آپ علم و تحریر کے سخا و جود کے میادین میں اسے شرف قبولیت عطاء فرمائیں گے۔ وہ یہ کہ ہمارے علاقہ صوبہ سرحد کے اندر بڑے اور بھاری بھر کم علماء کا ملین گزرے ہیں ان کی سوانح جمع کرنے اور ترتیب دینے کا سہرا بھی آپ کے شایان شان ہے، کیونکہ حق تعالیٰ شانہ نے جیسے عبدالرحمن ابن الجوزیؒ اور جلال الدین سیوطیؒ کو کثرت تصانیف اور حافظ ابن قیمؒ کو عربی کے اعلیٰ اسلوب میں ڈھالنے کے ملکات عطاء فرمائے تھے، مضمرا اردو آنجناب کے علم و ادب اور شوکتِ تحریر کا متقاضی ہے۔ میں نے بھی طالب علمی کے دور میں صوبہ سرحد کے علماء اور مشاہیر بالخصوص جہانگیرہ اور اس کے آس پاس کے علماء جن کو میں جانتا تھا، کے سوانح جمع کرنا شروع کئے تھے اور اس وقت اس کا نام بھی تجویز ہوا تھا ”سلامة الابد فی تراجم درر سرحد“

مگر وہ اب تک شرمندہ تعبیر نہ ہو سکا۔ بقول فارسی شاعر.....

ہر شبے گویم کہ فردا ترکِ ایں سودا کنم باز چوں فردا شود امروز را فردا کنم

خدا کرے کہ آپ جیسے عظیم شاہکارِ قلم اور بادشاہ تصنیف اس طرف متوجہ ہوں ورنہ کہاں میں اور کہاں میرا مشورہ۔ اعلیٰ محفل میں ٹاٹ کا پیوند یقیناً غیر موزون ہے۔ تلک

حاجة فی نفس یعقوب قضاہا۔ والسلام مع التحیہ والا کرام

خادمکم الفقیر محمد زرولی خان عفا اللہ عنہ

۱۲ رجب الثانی ۱۴۲۲ھ / ۲۰۰۰-۷-۳ (ماہنامہ القاسم اگست ۲۰۰۱ء)

(۶)

ابوالوفا افغانی کی وصیت، احساناتِ علمیہ

اور فیضانِ رُشد و ہدایت

محترم و مکرم حضرت مولانا عبدالقیوم حقانی دامت برکاتہم

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ! آنجناب کے احساناتِ علمیہ اور فیضانِ رُشد و ہدایت سے جہاں حق تعالیٰ نے عام اُمت کو استفادہ کی توفیق عطاء فرمائی ہے، جس کے لئے آنجناب اپنی ہمتِ مردانہ اور قابلِ تقلید فولادی شوکتِ تحریر سے کئی اُمور انجام دیتے ہیں۔ وہاں ہم جیسے نابکاراؤں کو آنجناب اپنی دریا دلی اور وسعتِ صدری اور کریمانہ روش اور خلقِ جمیل سے مالا مال فرماتے رہتے ہیں۔ حال ہی میں آنجناب کی مرسلہ دو بیش بہا تصانیف تسلیٰ خاطر اور تسکینِ قلب و جان ہوئیں۔ میں آپ کے ان مسلسل احسانات کے سپاس میں کیا لکھوں؟.....

اتنا ہوں تیری تیغ کا شرمندہ احسان

سر میرا تیرے سر کی قسم اٹھ نہیں سکتا

حق تعالیٰ شانہ! آنحضرم و مکرم کی زیر سرپرستی جملہ اداروں کو توقعات سے بڑھ کر

ترقیات سے مالا مال فرمائے اور تحریر و تحقیق کے کوثری وقت لے کو حق تعالیٰ تادیر سلامتی

اور

۱: کوثری وقت: علامہ محمد زاہد الکوثری..... مصر کی سب سے نمایاں شخصیت، خلافتِ عثمانیہ کے نائب، شیخ الاسلام، شیخ محمد زاہد الکوثری کی تھی جو امام العصر حضرت مولانا انور شاہ کشمیری کی طرح اپنے دور کے اعلم اہل الارض تھے۔ حضرت شیخ بنوری نے بھی ان سے تقریباً ایک سال تک استفادہ کیا اور انہیں حضرت شاہ صاحب کے بعد اکبر المشائخ سمجھتے تھے۔

(۷)

سر سبز و شاداب میدانِ علم، قابلِ تقلید اور قابلِ فخر مثال،
کمالِ خلق، مثالی تواضع اور خوبصورت مناظر

معدنِ جو دو کرم منبعِ خلقِ جمیل

محترم و مکرم مولانا عبدالقیوم حقانی صاحب دامت برکاتہم

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ !

حسب الارشاد رضا خانی مذہب! مکمل تین جلدیں بلٹی کرادی گئی ہیں۔ کل نسخے

۲۲۰ ہیں۔ بیس عدد حضرت والا کے لئے ہدیہ اور ۲۰۰ نسخے قیمتہ ارسال خدمت ہیں۔ خدا

کرے کہ نیک ساعت میں موصول ہو جائیں۔ اس دفعہ کی حاضری سے روح و ایمان کو

بڑی غذا نصیب ہوئی۔ گویا سرحد کا دورہ اپنی مراد کو پہنچا۔ آنجناب کی سعی جمیل سے مضمار

کارزار جیسے سر سبز و شاداب میدانِ علم بنا ہے وہ قابلِ تقلید اور قابلِ فخر مثال ہے۔

(ابو ہریرہ) کتب خانہ حسن سلیقہ اور عمدہ طریقہ کے وضع قطع کی وجہ سے قابلِ دید

نقشہ اور خوبصورت منظر پیش کرتا ہے، جو آنجناب کی ذات اور علمی مقامات میں اس کو ایسا

سمویا ہے جس کی کوئی اور مثال اور نمونہ دیکھنا یا پیش کرنا جہاں تک میری رسائی نظر ہے

۱۔ رضا خانی مذہب ترجمان اہلسنت علامہ سعید احمد قادری کی کتاب ”رضا خانی مذہب“ جو تین جلدوں

میں ہے۔ کتاب ٹھوس دلائل اور ناقابلِ تردید حوالوں اور دلائل پر مشتمل ہے۔ اس دور پر فتن میں یہ کتاب یقیناً

ایک گرانقدر تحفہ ہے۔ اسی طرح کی کتاب اللہ تعالیٰ کی توحید کو پھیلانے کے لئے اور کفر و شرک اور بدعات کی

ظلمت کو مٹانے کے لئے نہایت ضروری اور مفید ہے۔ حضرت مفتی صاحب مدظلہم کے ضخیم مقدمہ کے ساتھ شعبہ

روا شاعت جامعہ عربیہ احسن العلوم کراچی نے شائع کی ہے۔

فی الحال ناممکن ہے۔ محدثین نے بعض حضرات کے لئے ”لم تر العیون مثله“ (آنکھوں نے اس کی مثال نہیں دیکھی) ایسے موقع پر فرمایا ہے۔ میرے ساتھ آئے ہوئے اکابر اور بزرگ احباب و رفقاء سب کے سب کمالِ خلق جو طبع اور مثالی تواضع اور اس عاجز و فقیر سے شفقت و عطوفت کے برتاؤ سے خاصے محظوظ اور متاثر تھے اور جناب کے حق میں دیر تک دُعا گو اور شکر و سپاس کے ساتھ رطب اللسان تھے۔ بہر حال بلیٹی حاضر ہے، وصولیابی پر چند فقروں کی یاد دہانی پر شکر کرنے کا انتظار رہے گا۔ والسلام

خادمکم الفقیر محمد زرولی خان عفا اللہ عنہ

۱۰ ربیع الاول ۱۴۲۳ھ / ۲۰۰۲ء / ۲۲/۵



(۸)

شرح شمائل ترمذی

علم و محبت کے درخشندہ ستارے، محقق اور مدقق شروح کا معراجِ منور

شیخ التفسیر والحدیث حضرت مولانا مفتی محمد زرولی خان صاحب دامت برکاتہم (مہتمم و رئیس جامعہ احسن العلوم گلشن اقبال کراچی) قرآنی علوم و معارف کے بحرِ ذخار، علم حدیث و علوم نبوت کے شناور، فقہ و اجتہاد کے غواص اور صاحبِ علم و قلم بزرگ عالم دین ہیں۔ محدث العصر حضرت مولانا محمد یوسف بنوریؒ کے علوم و معارف کے امین اور ان کے تلمیذِ خاص ہیں۔ احسن العلوم کا وسیع اور ہمہ جہتی تنوع کا حامل عظیم کتب خانہ ان کے علمی فضل و تفوق، کتابی شوق اور ذوقِ جمال و سلیقہ اور علمی بلندی و پختگی کا آئینہ دار ہے۔

القاسم اکیڈمی ہو یا ماہنامہ القاسم، جامعہ ابو ہریرہ ہو یا مولانا عبدالقیوم حقانی کی علمی کاوشیں مولانا موصوف اپنی طبعی افتاد (اصاغر نوزی، علم پروری، خوردوں پر شفقت، حوصلہ افزائی اور جذبہ تشجیح) کے پیش نظر ہمیشہ عنایات و توجہات سے نوازتے اور سرفراز فرماتے ہیں۔ القاسم اکیڈمی کی تازہ مطبوعات ”شرح شمائل ترمذی اور جمال یوسف“ بھی موصوف کی منظور نظر ٹھہریں۔ رمضان المبارک کی مبارک ساعات اور پھر اعتکاف کے مبارک لمحات میں، اُن کے قلبی جذبات و احساسات زیبِ قرطاس بنے، جو ہم خدام اور اکیڈمی کے کارکنوں کے لئے سببِ افتخار اور باعثِ صد اعزاز ہے۔ ہم اپنی ان مسرتوں، علمی خوشیوں اور بزرگوں کی دعاؤں میں اپنے قارئین کو بھی شریک کرنا اپنا اخلاقی فریضہ سمجھتے ہیں۔ لیجئے موصوف کے مکتوبِ مرغوب سے حظِ وافر حاصل کیجئے (مدیر ماہنامہ القاسم)

محترم و مکرم ابن الجوزیٰ تصنیفات و کوثریٰ احقاقِ حق اُعنی

مخدومنا و فخرنا حضرت العلامة مولانا عبدالقیوم حقانی صاحب دامت برکاتہم
السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ ! اللہ تعالیٰ مزاج شریف بمع اشغالِ علم اور عزائمِ تصنیف و
تحقیق رو بہ ترقی رکھے۔ (آمین) ایں دعا از من و از جملہ جہاں آمین باد۔

شرح شمائل ترمذی اور جمالِ یوسف (تذکرہ و سوانح محدث العصر مولانا محمد
یوسف بنوری) ہر دونوں علم و محبت کے درخشندہ ستارے ہیں۔ تشنگانِ علم و بصیرت دیر تک
شکرِ مسلسل اور سپاسِ جاوداں کے مزے لیتے رہیں گے.....

ایں سعادت بزورِ بازو نیست
تانہ بخشہ خدائے بخشندہ

ماشاء اللہ شرح شمائل ترمذی ایک محقق بلکہ مدقق شروح کا ایک معراجِ منور ہے۔
ہر سمت و ہر طرف نگاہیں عائرانہ اور طائرانہ ڈالنے سے بھی دل و دماغ مسرور ہوئے۔ دیدہ
زیب طباعت، حسین عناوین اور جا بجا علمی دلالت کے قابلِ قدر مواطن دیر تک وارفتگی سے
دیکھتا رہا۔ ماشاء اللہ..... اللہ تعالیٰ قبول فرمائیں اور مزید کی توفیق ارزائی فرمائیں.....

لہ الحمد کہ آ پھچی بخیر و خوبی
اس کٹھن کام کا انجام مبارک ہو تمہیں

یہ خط اطلاع، حصولِ ہدایا اور شکر و سپاسِ یاد آوری اور قیمتی سرمایہ علم کے انتخاب
میں ایک خورد و حقیر کو اپنا قریب جان سمجھ کر اس کے سپاس اور شکر کا ظہور و مظہر ہے۔ اللہ
تعالیٰ اپنی شان کے مطابق عزتِ مزیدہ اور شرفِ شرفاء سے شجرِ مشمرہ کو مزید بار آور رکھے۔

۱: علامہ ابن الجوزیٰ..... نام عبدالرحمن، دعوت و اصلاح کا ایک عظیم نمونہ تھے، وہ اپنے زمانہ کے یکتائے
روزگار مفسر، محدث، مؤرخ، ناقد، مصنف اور عظیم خطیب تھے اور ان میں سے ہر موضوع پر ان کی ضخیم تصنیفات اور
علمی کارنامے موجود ہیں۔ ۵۰۸ھ میں پیدا ہوئے اور ۵۹۰ھ میں ان کا انتقال ہوا۔

میں ان شاء اللہ تعالیٰ مناسب موقع پر کنوواب کے محفل میں ٹاٹ کے پیوند لگا کر کچھ عجائب بھیجنے کی کوشش کروں گا۔ شوال اور ذیقعدہ میں یا جب حکم و ارشاد فرمائیں گے۔ میں خدمت سعیدہ میں استفادہ علم و عمل کے لئے حاضر ہونے کو اپنے لئے سرمایہ افتخار سمجھوں گا۔

عین اس وقت جب کہ دورہ تفسیر جس میں تین ہزار سے زیادہ افراد رجال و نساء شرکت فرما رہے تھے سے فراغت ہونے کو تھی اور سال بھر کے معاصی کو رب غفور سے معاف کرانے کے لئے گوشہ اعتکاف میں مختفی ہو گیا تھا۔ آنجناب کی طرف سے شرح شمائل ترمذی اور ہمارے شیخ اور استاد محدث العالم علوم انور شاہ کے امین حضرت مولانا سید محمد یوسف صاحب بنوری پر واقع کتاب (جمال یوسف) موصول ہوئی جو اس عاجز کے لئے تقاول صالح اور قبولیت بارگاہ ایزدی سے دو تمنغے تھے، کتابیں دیکھتا رہا۔ ماشاء اللہ.....

زفرش تا بقدم ہر کجا کہ می نگرم

کرشمہ دامن دل می کشد کہ جا این جا است

اللہ تعالیٰ قبول فرمائے اور حریفان بادہ پیماؤں کو استفادہ تام کا توفیق عطاء

والسلام

فرمائے۔

عاجز و فقیر محمد زرولی خان عفا اللہ عنہ

(القاسم جنوری ۲۰۰۳ء) ۲۵/رمضان المبارک ۱۴۲۳ھ / ۲۰۰۲/۱۲/۱

.....☆☆☆.....

(۹)

تفسیر زاہدی، خلوص، قدرِ علم اور بہارِ تحقیق کا ازہر

گرامی قدر محترم و مکرم حضرت مولانا عبدالقیوم حقانی صاحب دامت برکاتہم

مدت ہوئی یارانِ ارمغاں کو دیکھے

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ !

خدا کرے مزاجِ عالی بخیر ہوں۔ کافی عرصہ کے بعد حضرت والا کا مسرت نامہ

باعث تسکینِ خاطر ہوا۔ ۱۵۰۰۰ ہزار کا چیک موصول ہوا، جبکہ اس سے قبل بھی پندرہ ہزار ہی کا

چیک موصول ہو چکا تھا۔ جزاکم اللہ خیرا۔

اللہ تعالیٰ کے فضل و کرم سے تفسیر زاہدی جو ۹ محرم الحرام ۱۳۱۹ھ میں دروازہ جک

بخارا میں شیخ احمد زاہدی نے لکھی تھی اور ۱۰۹۴ھ میں سلطان محی الدین اورنگ زیب عالمگیر

نے اپنے خاص نفعہ پر کتابت کروائی تھی۔ اللہ تعالیٰ کے فضل و کرم سے ۲۹ ربیع الثانی

۱۳۲۴ھ جامعہ عربیہ احسن العلوم سے شائع ہو گئی۔

۱: تفسیر زاہدی..... از: شیخ ابوالنصر احمد بن الحسن

دو جلدوں میں ایک عظیم تفسیری تاریخی شاہکار علوم و معارف کا گنجینہ تفسیری نکات اسرار و رموز کا خزانہ اپنے

انداز کی لاجواب اور البیلی تفسیر جو ۱۹۵۱ھ میں لکھی گئی۔ نایاب قلمی نسخہ کی صورت میں تو محفوظ رہی، اب پہلی بار شیخ

الحدیث حضرت مولانا مفتی محمد زرولی خان صاحب مدظلہ کی بھرپور توجہ اور کثیر مصارف سے عمدہ ترین زیور

طباعت سے آراستہ ہو کر منظر عام پر آ گئی ہے۔ بڑی تقطیع کے دو جلدوں پر مشتمل اعلیٰ ترین کاغذ اور مضبوط

جلد بندی مزید حضرت مفتی اعظم پاکستان شیخ الحدیث مولانا محمد زرولی خان صاحب کی عظیم تحقیقی تقدیم سے تفسیر

زاہدی کی عظمت و اہمیت اور افادیت اُجاگر ہو جاتی ہے۔

آں محترم اور آپ کے ادارے کے لئے خصوصی نسخے عنقریب ہدیہ خدمت کرنے والا ہوں۔ اس کے علاوہ شاہ اسحاق دہلوی کے نبیرہ شاہ احمد اللہ کی مشہور زمانہ کتاب مائتہ مسائل اور ایک اور کتاب آداب اختلاف بھی تیار ہو چکی ہیں۔ تفسیر کے ساتھ ہی ان شاء اللہ تعالیٰ دس، دس نسخے ہدیہ خدمت کر دئے جائیں گے۔ مجھے بھی جہانگیرہ آنا ہے اور آپ کے خلوص اور قدر علم اور بہار تحقیق کے اس ازہر وقت کو دیکھنا بھی ضروری سمجھتا ہوں۔ امید ہے دعواتِ صالحہ میں فراموش نہیں فرمائیں گے۔

محتاج دعا محمد زرولی خان عفا اللہ عنہ

۱۳ جمادی الثانیہ ۱۴۲۴ھ / ۰۳-۸-۱۳



(۱۰)

سوانح مجاہد ملت، نقد و اصلاح تحریر اور تحریرات الحدیث

محترم و مکرم حضرت مولانا عبدالقیوم حقانی صاحب دامت برکاتہم

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ !

دعوات و تسلیمات مسنونہ کے بعد شکر گزار ہوں کہ آں محترم کی گرانقدر تازہ تصنیف

بابت ”بطل حریت“ شیر اسلام، فخر اہل حق حضرت مولانا غلام غوث صاحب ہزارویؒ باعث تسکین خاطر ہوئی۔ حق تعالیٰ قبول فرمائے اور اُمت کو ان علمی لعل و جواہر سے کما حقہ مستفید

ہونے کی توفیق عطاء فرمائے..... ع

یہ دعا از من و از جملہ جہاں آمین آباد

و ایسے تو سالہا سال حضرت والا سے علمی اور تحقیقی تحائف ملتے رہتے ہیں۔ ماہی

باؤل بروکتکم یا آل ابی بکرؓ۔ اللہ تعالیٰ بارانِ رحمت کی طرح علم و تحقیق کی یہ بہاریں

سد امانت شیرازہ رکھے..... ع

ایں چینی می روی کہ زیبای روی

حضرت مولانا کے بارے میں ان کی وجہ تسمیہ کا جو واقعہ حضرت پیران پیر حضرت

شیخ عبدالقادر جیلانیؒ کی مناسبت سے خلاف تحقیق اور خلاف مسلک توحید و سنت نظر آیا اور

پھر آپ جیسے دیوبند کے فخر و فخر کے قلم سے ہم جیسے نا سمجھوں کے لئے باعث تشویش اور فرقہ

مبتدعہ کے ہاتھ میں اہل حق کے خلاف ٹھہرا دینے کے مترادف ہے۔ اب دو ہی صورتیں ہو

سکتی ہیں یا تو ایک مہر بنایا جائے اور اس کے کنارے پر ٹھوک دیا جائے، جس پر لکھا ہو کہ یہ

واہیہ غیر مستند اور ناقابل عمل و سماعت ہے، اور دوسری صورت اگلے ایڈیشن میں جڑ سے

اسے کاٹ کر پھینکنا ہے۔ کتب سابقہ سماویہ ہونے کے باوجود اس لئے ناقابل علم و عمل رہیں

کہ اس میں حق کے خلاف باطل تحریفات پائی جاتی ہیں اور حضرت عمرؓ جیسے ایمان و عمل کے

کوہ استقلال کے مطالعہ پر بھی نبوت کی نگاہیں غضبناک ہو گئی تھیں اور امتھو کون انتم
کما تھوکت الیھود والنصارى .

جیسے غیض و غضب کے ارشادات رحمۃ اللعلمین ﷺ سے صادر ہوئے ہیں۔
جبکہ حق تعالیٰ نے ضامناً فرمایا ہے :

وَمَا يَنْطِقُ عَنِ الْهَوَىٰ إِنْ هُوَ إِلَّا وَحْيٌ يُوحَىٰ۔ (نجم: ۴۰۳)

اور عبداللہ بن عمرو بن العاصؓ کو آپ نے فرمایا کہ اس ذات کی قسم جس کے
قبضہ میں میری جان ہے کہ اس زبان پر غیض و غضب کی حالت میں بھی حق ہی جاری ہوتا
ہے۔ حضرت عمرؓ کو بھی اطلاع ملی کہ شجرہ رضوان کے نیچے لوگ جمع ہوئے ہیں جس سے
اعتقاد اسلام کو نقصان پہنچ سکتا تھا، تو صحابہ کرامؓ کی موجودگی میں آپ نے اس کو کٹوا دیا۔ صحیح
البخاری ج ۲ میں ہے کہ خود صحابہ کرامؓ کو بعد میں وہ جگہ تک معلوم نہ تھی تاکہ شرک و بدعت
کے موطن ہی کو کچل دیں۔ بہر حال آپ جیسے بحر بیکراں کو یہ ذرات پیش کرنا سورج کو چراغ
دکھانے کے مترادف ہے اور کنجواب کی شمال میں ٹاٹ کا پیوند لگانا ہے.....

گاہ باشد کہ کو دک ناداں بزند بر ہدف غلط تیرے

(کبھی نادان بچہ غلط ہدف پر تیرے مارتا ہے)

تِلْكَ حَاجَةٌ فِي نَفْسٍ يَعْقُوبَ قَضَاهَا : اُمید ہے آپ کرم بالائے کرم

فرمائیں گے۔ عید الفطر کے بعد جہانگیرہ آنے کا ارادہ ہے۔ ان شاء اللہ تعالیٰ قدم بوسی کے

لئے اور صوبہ سرحد کے لوق ووق میادین میں اس سوقِ علم و تحقیق (بازارِ علم و تحقیق) جامعہ

ابو ہریرہ) کو دیکھنا اور چند لمحے گزارنا سعادت سمجھوں گا۔ تفسیر زاہدی پر جناب کا تبصرہ

”القاسم“ میں شائع نہ ہو سکا، یا یہ قرین حکمت و مصلحت نہ ہوایا یہ عاجز و فقیر اس کی اطلاع

اور مطالعہ سے محروم رہا۔ بہت ممکن ہے کہ ہجومِ اشغال اور انبارِ تحقیق و تدقیق کے مشک و عنبر

کے سلاسل میں اس کی کڑی کچھ دیر بعد پیوند لے جس پر ہم کہہ سکیں
 اپنے دامن میں جگہ دے کر بڑھا دی عزت
 ورنہ انصاف سے پوچھو تو کفِ خاک ہوں میں
 اُمید ہے دعواتِ صالحہ سے فراموش نہیں فرمائیں گے۔ جملہ اہلِ محبت کو دعا و
 سلامِ محبت ارشاد ہو۔
 والسلام

خادمکم الفقیر الحقیر محمد زرولی خان عفا اللہ عنہ

۲۶ رمضان المبارک ۱۴۲۳ھ

نوٹ :- رئیس المؤمنین حضرت مولانا حسین علی صاحبؒ کی مشہور زمانہ کتاب ”تحریرات
 الحدیث“ جو اس عاجز کو امام اہل سنت حضرت مولانا سرفراز خان صاحب صفدر دامت
 برکاتہم نے خصوصی شفقت سے ہدیہ بھیجی تھی شائع ہوئی۔ چند دنوں میں دو نسخے بھیج رہا
 ہوں۔ دعاؤں کی درخواست ہے۔

۱۔ تحریراتِ حدیث فنِ حدیث کے موضوع پر رئیس المفسرین حضرت مولانا حسین علیؒ کی
 یہ کتاب علمائے احناف کے فکر کی ترجمانی کرتی ہے۔ اس کے مطالعے سے معلوم ہوتا ہے کہ ائمہ احناف کس قدر
 عامل بالحدیث تھے اور ان کے مقتداء حضرت امام ابوحنیفہؒ کو صحیح حدیث نبویؐ کے اصل منشاء و مفہوم کو پالینے میں
 کس قدر دسترس حاصل تھی۔ احادیث کے اشکال کو حل کرنے کے لئے یہ بڑی مفید کوشش ہے۔ یہ کتاب عربی
 میں لکھی گئی ہے اور ۲۷۴ صفحات پر مشتمل ہے۔ مختلف ابواب میں مثلاً نکاح بالجبر ذبح فوق العقدہ، صلوة الکسوف،
 انصار مذہب ابن مسعود، مسئلہ رہن، رفع یدین اور رفع سبابہ پر مفید اور قیمتی تحقیقات درج ہیں۔ شیخ التفسیر
 والحدیث حضرت مولانا مفتی محمد زرولی خان کا عالمانہ، فاضلانہ اور محققانہ جامع مقدمہ اس پر مستزاد۔

(۱۱)

احسن البرہان اور دلچسپ نسخہ قرآن

محترم و مکرم برادر بزرگ حضرت مولانا عبدالقیوم حقانی صاحب دامت برکاتہم
السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ !

دعوات و تسلیمات کے بعد تحفہ علم (۱) اسلامی آداب زندگی (۲) اماں جی مرحومہ
(مغفورہ) جلد معکوس کے ساتھ موصول ہوا شکر یہ و عنایت، یاد آوری کا تشکر و سپاس۔ آپ
کے نام اور جامعہ ابی ہریرہ کے نام متعدد کتب منظر ارسال ہیں۔ افتادگی طبع اور ہجوم افکار و
کثرت مشاغل سدِ راہ ہوتی رہتی ہیں۔ لکل جین مقال۔

”احسن البرہان“ اس عاجز اور نابکارہ سے متعلق ہفتوں اور لایعنیات کا
مجموعہ جو آنجناب نے شرفِ ظرف اور حسنِ عنایت کے ساتھ طلب فرمایا ”کبھی میں اُن کو
کبھی میں اپنے آپ دیکھتا ہوں“ فانی زندگی کے اُتار چڑھاؤ اور خیالی خام اور جہلِ گونا گوں
کی حامل کتاب پیش خدمت ہے۔ ہاں اس کے ساتھ اس صدی کی ایک بیش بہا سوغات
جسے دیکھ کر ان شاء اللہ قلب مسرور اور دماغ معطر ہوں گے، وہ قرآنِ کریمؐ بھی ہدیہ تبریک

۱: احسن البرہان شیخ التفسیر والحدیث حضرت مولانا مفتی زرولی خان صاحب مدظلہ کے اقوال و
ملفوظات اور افادات کا بہترین مجموعہ ہے۔ اکابر کے تذکرہ اور ان کے اقوال کا بھی حظ وافر پایا جاتا ہے۔ دو جلدوں
پر مشتمل یہ کتاب حضرت مفتی صاحب کے معتمد و خادم خاص حضرت مولانا محمد ہمایون مغل نے مرتب کی ہے۔
۲: قرآن کریم صحابہ کرمؓ، تابعینؒ، تبع تابعینؒ اور ائمہ قرء آت و تجوید کے علوم اور تحقیقات پر مشتمل
یہ بیش بہا نسخہ قرآن کریم ہے۔ جس میں قرء آت قرآن عملاً اور بالفعل جاری ہیں اور دیگر قرآن اور نسخہ قرآن
سے متعلق بے شمار علوم پر یہ یگانہ روزگار اور نادر الوجود نسخہ جو سابقہ زمانے میں طوک و سلاطین کو بطور شاہی سوغات
اور دینی فکریات کے پیش کیا جاتا تھا۔ اس فرید الوجود نسخہ قرآن کریم کو شیخ الحدیث و التفسیر حضرت مولانا مفتی محمد
زرولی خان صاحب مدظلہ نے شائع کیا ہے۔

ہیں۔ اکثر پریس میں ہی چند نسخے ہاتھ لگے تھے، صوبہ سرحد میں حضرت الاستاذ حضرت اقدس مولانا عبدالحمن صاحب دامت برکاتہم کے بعد آپ دوسرے بزرگ و محسن ہیں جن کو پیش کیا جاتا ہے۔ میں نے ایک تعارفی صفحہ مخمل اور ریشمین شال میں ٹاٹ کا پیوند لگایا ہے۔ اُمید ہے بقیہ عجائب اس سے معلوم ہو جائیں گے۔ برادر منصور چند گھنٹوں کے لئے جہانگیرہ پہنچ رہے ہیں، اُن کے توسط سے ہردونوں تحائف پیش ہو رہے ہیں۔ خدا کرے صالح اوقات میں زیب نظر ہوں و الباقی عند التلاقی۔ والسلام

احقر و افتقر محمد زرولی خان عفا اللہ عنہ

۱۹ شوال المکرم ۱۴۲۵ھ / ۲۰۰۴-۱۲-۲



(۱۲)

میدان تحقیق کا مرکز اور خیر و برکت کے معادن

محترم و مکرم حضرت مولانا عبدالقیوم حقانی صاحب دامت معالیکم
 السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ! خدا کرے کہ مزاج شریف بخیر و خوبی ہوں۔
 آپ کی اکیڈمی کی نشر و اشاعت روز افزوں اور روبہ ترقی ہو، وقتاً فوقتاً آپ کی عنایات او
 علمی احسانات کی بارش کے رُشحات مبارکہ نصیب ہوتے رہتے ہیں۔ عزیزم محمد انور شاہ کے
 نام ”لختِ جگر“ کا تحفہ عظیم سوغاتِ محبتوں سے لبریز ڈالی ”اماں جی مرحومہ و مغفورہ“ بصد
 شکر و تحسین وصول ہوا۔ اللہ تعالیٰ اس سرپرستی حوصلہ افزائی اور ہمت آفرینی کا صلہ اپنی شان
 کے مطابق نصیب فرمائے۔ انور شاہ بھی اس کے بدلے کسی علمی اور وقیع کتاب پیش کرنے
 کے لئے اپنے حلقہٴ مشائخ اور احباب میں مشاورت کرتا رہتا ہے.....

مدتے درمثنوی تاخیر خد

فرصتے باید نہ تاخوں شیر خد

جہاں گیرہ اور اکوڑہ بہت قلیل وقت کے لئے آنا ہوتا ہے۔ آپ کے مقتدر ادارہ
 تحقیق کا مرکز اور خیر و برکت کے معادن کو راستے سے سلامِ محبت اور نیاز مندی پیش کر دیتا
 ہوں.....

فیذ مسلمة و طرف شاخص وحشایذوب و مدمع مسفوح

۱: اماں جی مرحومہ و مغفورہ مولانا عبدالقیوم حقانی کی سحر انگیز قلم سے ایک حیرت انگیز روح پرور
 اور ایمان افروز داستانِ عبرت جسے پڑھ کر پتھر دل نرم اور آنکھیں اشکبار ہو جاتی ہیں۔ ایک ایسی داستان جو سبق
 آموزی میں سب کے لئے یکساں ہیں۔

(ہاتھ سلام کے لئے اٹھے ہوئے ہیں آنکھیں نظارہ دید کی منتظر ہیں، دل پکھل رہا

ہے اور آنکھوں سے آنسو بہ رہے ہیں)

اللہ تعالیٰ نے حضرت والا کو جو توفیق خیر عطا فرمائی، وہ قابل دید بھی ہے اور قابل

داد بھی..... بع ایس چنیں می روی کہ زیبای روی

”الاحسن“ کے اغلاط و خطیئات تو زیادہ ہیں، آپ نے کم کی طرف توجہ فرمائی،

ادارہ شکر گزار ہے۔ کلکم خطاء و خیر الخطاء التواب حدیث رسول ﷺ ہے

۔ وہ کونسا ماہنامہ ہے اور تحریر و تصنیف ہے یا مجلہ اور تحقیق ہے جس پر حرف گیری نہیں ہو سکتی۔

اصح الکتب بعد کتاب اللہ الجامع الصحیح البخاری پر محدث ابن شاہین اور

ابوزرعہ نے سینکڑوں گرفتیں فرمائی ہیں، کہیں کتابت، کہیں پرنٹ، کہیں کمپوزنگ، کہیں ہم

جیسوں کی کم واقفیت اور ناتجربہ کاری سرفہرست رہتی ہے، مگر ہر اچھا لکھنے والا بھی غلطی سے

ڈرتا ہے.....

دامن کو ذرا دیکھ ذرا بند قبا دیکھ

کہ دل ازردہ شوی ورنہ سخن بسیار است

اتنی نہ بڑھا پاکی داماں کی حکایت

اندکے پیش تو گفتم غمِ دل تر سیدم

والسلام

محمد زرولی خان

۱۵ ربیع الثانی ۱۴۲۷ھ / ۲۰۰۶-۵-۱۴

.....☆☆☆.....

درس و تدریس، تصنیف و تالیف

اور قدرت کا تکوینی نظام

محقق العصر شیخ الحدیث حضرت مولانا مفتی محمد زورلی خان صاحب مدظلہ کا

مولانا عبدالقیوم حقانی کے نام دلچسپ علمی و تحقیقی مکتوب

محقق العصر حضرت مولانا مفتی محمد زورلی خان دامت برکاتہم، جامعہ عربیہ احسن العلوم کراچی کے
مؤسس و رئیس اور شیخ الحدیث طلبہ دورہ حدیث کے محبوب استاد، بخاری و ترمذی کے لائق ترین
مدرس اپنے وقت کے عظیم مفتی اور جید عالم دین ہیں، مولانا عبدالقیوم حقانی کے دردمندانہ
معروضات کے جواب میں مختصر، مگر جامع تحریر ارسال فرمائی ہے جو اساتذہ علم طلبہ دین مدرسین
اور علمی و تحقیقی ذوق رکھنے والے مصنفین..... الغرض ہمہ جہتی لحاظ سے سب حضرات کے لئے بے حد
نافع ہے۔ اپنے باذوق قارئین کی خدمت میں بطور سوغات پیش کی جا رہی ہے۔ اللہ کریم سب کے
لئے اپنی اپنی استعداد و صلاحیت کے مطابق نافع بنائے..... (ماہنامہ القاسم)

محترم و مکرم حضرت مولانا عبدالقیوم حقانی صاحب دامت برکاتکم

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ!

آنجناب کا والا نامہ باعث سرفرازی ہوا۔ بلاشبہ تصنیف و تالیف وقت کی ضرورت
ہے، جس میں اللہ تعالیٰ نے بعض حضرات کو خصوصی توفیق عطاء فرمائی ہے۔ باقی حفاظت
دین یا مغفرت اخروی کا مدار تصنیف و تالیف ہرگز نہیں۔ جناب نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نہ
لکھنے والے پیغمبر تھے اور یہ آپ کا عظیم معجزہ تھا۔

وَلَا تَخُطُّهُ بِيَمِينِكَ إِذَا لَأْرْتَابَ الْمُبْطِلُونَ. (العنكبوت: ۴۸)
(اور نہ کسی کتاب کو اپنے ہاتھ سے لکھتے تھے کہ یہ باطل پرست لوگ شک و شبہ میں

پڑتے)

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے کوئی باقاعدہ تصنیف نہیں فرمائی تھی۔ قرآن کریم کہتا ہے کہ ایسا کرنا اہل باطل کو زلیخ و ضلال کا موقع ہاتھ آجاتا ہے۔ ابوالولید باجی مالکی نے کبھی کہہ دیا تھا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم لکھ سکتے تھے۔ أفتی المالکیہ بقتلہ۔ (فیض الباری ج ۴، ص ۱۰۹) (موالک نے ان کے قتل کا فتویٰ دیدیا تھا) کیونکہ یہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے آداب نبوت میں سب و شتم سمجھا گیا، اگرچہ بطور اعجاز کے اچانک آپ چند حروف لکھنے لگے تھے۔ حضرت شاہ صاحبؒ ایسے مواقع پر فرماتے ہیں.....

امی لقب و ماہ عرب مرکز ایمان

ہر علم و عمل را کہ مدار و مدیری

حضرت امام اعظم ابوحنیفہؒ جو دو تہائی امت کے امام ہیں (دیکھئے مقدمہ جامع الاصول لابن جزریؒ اور فہرست لابن ندیم، وفص الختام لمولانا ابنوریؒ) نے بھی علی التحقیق باقاعدہ کوئی تصنیف نہیں فرمائی (دیکھئے کتاب الایمان من الفیض) فقہ اکبر فقہ اوسط اور فقہ اصغر وغیرہ کا معاملہ بھی دگرگوں ہے۔ وهذا لیس بمحل للسط والتفصیل۔

جن اکابر اور بزرگوں کا آپ نے اپنے مکتوب مبارک میں ذکر فرمایا ہے انہوں نے بھی باقاعدہ کچھ لکھا نہیں، اللہ تعالیٰ نے قبولیت اور محبوبیت کچھ ایسی عطا فرمائی کہ جلالت شان کے پیش نظر بعد کے وفاداروں نے کچھ ادھر ادھر سے ہاتھ پیر مارے اور مختلف شروح و دواوین ان کے انتساب میں یکے بعد دیگرے شائع ہو رہے ہیں۔ ان فی ذلک لعبرة للعلمین۔

ان گذارشات سے میرا مقصد تصنیف و تالیف کی ضرورت اور اس کی افادیت کا انکار نہیں ہے۔ البتہ اس کے فوائد کے ساتھ وہ علم اور علماء کے ان مناصب میں سے نہیں ہے

جن کے فقدان سے معاذ اللہ خیانتِ علم یا علمی تدین کے میا دین میں کچھ قصور و فطور واقع ہو جائے۔ ظاہر ہے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے اعجاز اور رسول للعالمین ہونے میں تصنیف نہ ہونے سے کوئی فرق نہیں آیا، بلکہ یہ آپ کا عظیم تر معجزہ ہے اور حضرت امام ابوحنیفہؒ کا مذہب تصنیف و تالیف کے بغیر متواتر مانا گیا ہے۔ حق تعالیٰ شانہ خود تقسیم کار فرماتے ہیں۔ ظاہر ہے حکیم الامت حضرت مولانا اشرف علی تھانویؒ صاحب جو ایک تحقیق کے مطابق ۱۳۶۵ کتابوں کے مصنف ہیں اور ہندوستان کی سر زمین پر ان سے زیادہ تصانیف نہ کسی کی ہوئیں اور نہ کسی کی سنی گئی ہیں۔ اس کے باوجود مقامِ عبرت ہے کہ مولانا عاشق الہیؒ "العناقید فی الاسانید" میں لکھتے ہیں :

”و مولانا اشرف علی التھانوی لیس من اساتذتنا لانہ مدرس۔“
 حکیم الامت حضرت تھانوی ہمارے اساتذہ میں نہیں آتے کیونکہ انہوں نے تدریس نہیں کی تھی۔

یہی وجہ ہے کہ مریدین اور خلفاء تو ہوں گے، لیکن اس مستعار زندگی میں میں نے فرد بشر نہیں دیکھا، جنہوں نے کہا ہو کہ مولانا اشرف علی صاحب ہمارے استاد تھے۔ ہم نے اپنے اس دور میں بھی دیکھا ہے، جن کو تصنیف و تالیف میں تو غل رہتا ہے، وہ تدریس میں اس طرح متوجہ نہیں ہوتے ہیں، اس طرح دوسرا طبقہ.....

ہر کسے را بہر کارے ساختہ میل اور اور دلش انداختہ

حق تعالیٰ شانہ کا احسان ہے، خدمتِ دین کا موقع اللہ تعالیٰ نے فراہم فرمایا ہے، چھوٹے موٹے پندرہ بیس رسائل کے علاوہ بخاری شریف پر ”احسن الباری“ اور ”جامع ترمذی“ کی ”احسن الاحوذی“ اور قرآن کریم کی تفسیر ”احسن التفاسیر“ کے نام سے کئی چیزیں کچی پکی تیار ہو رہی ہیں، اگر حق تعالیٰ نے موقع فراہم فرمایا تو صدقہ جاریہ سامنے آجائے گا.....

وربمیریم عذر ما پذیر

اے بسا آرزو کہ خاک شدہ

حافظ عمر سراج الدین ابن نجیم نے جو صاحب بحر کے چھوٹے بھائی اور شاگرد ہیں، بحر کے طرز پر نہایت مخلص اور جامع شرح کنز النہر الفائق کے نام سے کتاب الکفالة تک لکھی تھی۔ واضح رہے کہ صاحب بحر ۱۰۰۵ھ میں فوت ہوئے ہیں۔ النہر الفائق آج سے دو ماہ قبل یعنی ۱۲۲۳/۲۲ھ میں شائع ہوگئی۔ یہ حق تعالیٰ شانہ کی قدرت کا کرشمہ ہے، وہ جس طرح چاہے، اپنا نظام تکوین ظاہر فرمائے۔ علامہ ابن عابدین شامی جنہوں نے ردالمحتار لکھی ہے جب کہ علماء کا فیصلہ ہے کہ ابن عابدین کے دور میں شام کے بیشتر علماء ان سے بڑے فقہاء تھے۔ امام بخاری اپنے شیخ علی ابن مدینی کے بارے میں فرماتے ہیں :

”ما استصغرت نفسی الا عند علی ابن مدینی“

ظاہر ہے الجامع الصحیح کے نام سے جو خدمت اللہ نے امام بخاری سے لی، وہ علی ابن مدینی سے نہیں لی گئی، مگر علی ابن مدینی بدستور امام بخاری کے شیخ اور استاذ اعظم ہیں۔ ان سقطات اور رطب و یابس لکھنے میں آپ کے دریائے علم میں کچھ اضافہ نہ ہوگا۔ ان سے زیادہ بخور آپ عبور کر چکے ہیں، صرف یہ بتانا تھا کہ تصنیف و تالیف دین کے بہت سارے کاموں میں سے ایک کام ہے۔ صرف اس پر دین موقوف نہ سمجھا جائے۔ کسی شوخ۔ صحیح لکھا ہے.....

اتنی نہ بڑھا پاکنی داماں کی حکایت

دامن کو ذرا دیکھ ذرا بند قبا دیکھ

حق تعالیٰ شانہ آں محترم اور محسن کی دعائیں ہم نابکاراؤں کے حق میں قبول فرمائیں اور دین کے وہ کام لے، جو اس کی رضا اور خوشنودی کا باعث ہوں، اور جس میں

امت مسلمہ کا فائدہ زیادہ ہو۔ اُمید ہے کہ سب خراشی اور گفتِ ناشنید کی زحمت معاف فرمائیں گے۔ اس عاجز و فقیر کے نزدیک ہمارے بڑوں سے لے کر آج تک مبتدعین کے خلاف جتنا کام ہوا ہے وہ ایک طرف اور سعید قادری حفظہ اللہ و ہدایہ کی ”رضا خانی مذہب“۔ دوسری طرف۔ میں نے جو بینر اس کے لئے شائع کیا، اس میں اس کتاب کے لئے مبتدعین کے خلاف علوم کا انسائیکلو پیڈیا لکھا ہے، اگر آنجناب نے بنظر امعان و انصاف مطالعہ فرمایا تو ان شاء اللہ خوش ہوں گے۔

والسلام

محمد زرولی خان عفا اللہ عنہ

۴ ربیع الثانی ۱۴۲۳ھ (القاسم جون، جولائی ۲۰۰۲ء)





باب دوم

خطبات

خدماتِ علم بھی دو طرح کی ہوتی ہیں۔ ایک محدود خدمات ہوتی ہیں جن کا دائرہ ایک علاقے یا ایک حلقے تک محدود ہوتا ہے، دوسری خدمات وہ ہوتی ہیں جن کا دائرہ بہت وسیع اور دوسرے ممالک تک پھیلا ہوتا ہے۔ حضرت مولانا حقانی صاحب کو اللہ تعالیٰ نے ایسی شان عطا فرمائی ہے کہ ان کی قیمتی تصنیفات پاکستان کے علم کے تعارف کے لئے ذریعہٴ پہچان اور عرفان ہیں اور ہونا بھی اس طرح چاہئے کہ

قدرِ زرد زرگر شناسد قدرِ جوہر جوہری

قدرِ گل بلبیل شناسد قدرِ عنبر عنبری

شیخ الحدیث مولانا مفتی محمد زرولی خان

شیخ الحدیث حضرت مولانا مفتی زرولی خان صاحب مدظلہ
بانی و مہتمم جامعہ احسن العلوم کراچی

خدمتِ علم، صحبتِ شیخ اور اتباعِ کامل

برکات، ثمرات اور انوارات

.....<☆☆☆>.....

شیخ الحدیث حضرت مولانا مفتی محمد زرولی خان، جید عالم دین، محقق مدرس، محبوب استاذ، فن تدریس میں یکہ و ممتاز، نڈر بے باک اور مجاہد عالم دین ہیں۔ موصوف کا اپنا آبائی گاؤں جہانگیرہ ضلع نوشہرہ ہے۔ بنوری ٹاؤن میں علوم و فنون اور دورہ حدیث کی تکمیل فرمائی اور گلشن اقبال کراچی میں جامعہ احسن العلوم کی بنیاد رکھی، جو آج ملک کی بڑی جامعات میں ایک ممتاز مقام رکھتا ہے۔ اچانک اپنے اولین استاذ حضرت مولانا عبدالحمن صاحب نوشہرہ فاضل دیوبند اور جناب مولانا محمد منصور صاحب کی معیت میں جامعہ ابو ہریرہ تشریف لائے۔ جامعہ کی تعمیر و ترقی، تعلیمی نظام، کتب خانہ اور جملہ متعلقہ امور پر بہت خوش ہوئے۔ مولانا حقانی کی درخواست پر لائبریری ہال میں اساتذہ اور طلبہ کے اجتماع سے روح پرور خطاب فرمایا، جسے ادارہ کے خدام ٹیپ ریکارڈر سے من و عن نقل کر کے نذر قارئین کر رہے ہیں (ادارہ القاسم)

خطبہ مسنونہ کے بعد !

﴿ وَ ذَكِّرْ فَإِنَّ الذِّكْرَ يُنْفَعُ الْمُؤْمِنِينَ ﴾ (الذِّرِّيَّة: ۵۵)

وَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: الدِّينُ النَّصِيحَةُ. (الحدیث)

ہمارے محترم بھائی شہنشاہ تحریر و تقریر حضرت مولانا عبدالقیوم حقانی صاحب

دامت برکاتہم جن کے وجود اور خدمات پر ہر قدر دانِ علم کو فخر اور شکر ہے۔ ان کا بڑا احسان ہے کہ ہمارے اس علاقے میں ان کا فیض جاری ہے۔

روزگار بسر شد بنا دانی من نکر دم شامہ زر بکنید۔

(میرا زمانہ عمر نادانی میں گذر گیا، میں نے احتیاط نہیں کی، گناہوں سے تم پر ہیز کرو) ہم تو کراچی چلے گئے اور وہاں ڈوب گئے

سرحد کی زمین پر دین کا کام :

جبکہ صوبہ سرحد کی زمین پر دین کا کام کرنا یہ بہت مشکل کام ہے یہاں بہت بڑے بڑے علم کے پہاڑ آئے ہیں اور فنا ہو چکے ہیں۔ ہمارے دلوں میں حقانی صاحب کا بہت احترام ہے اور ہم ان کی دینی خدمات کے سلسلہ میں رب کریم کے شکر گزار ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے انہیں صلاحیت اور علم عطا فرمایا جس کی بدولت انہوں نے علم کے لحاظ سے یہاں کی پسماندہ اور بنجر زمین کو علم کی روشنیوں سے گل و گلزار بنا دیا ہے۔

خدماتِ علم کے دو طریقے :

خدماتِ علم بھی دو طرح کی ہوتی ہیں۔ ایک محدود خدمات ہوتی ہیں جن کا دائرہ ایک علاقے یا ایک حلقے تک محدود ہوتا ہے، دوسری خدمات وہ ہوتی ہیں جن کا دائرہ بہت وسیع اور دوسرے ممالک تک پھیلا ہوتا ہے۔ حضرت مولانا حقانی صاحب کو اللہ تعالیٰ نے ایسی شان عطا فرمائی ہے کہ ان کی قیمتی تصنیفات پاکستان کے علم کے تعارف کے لئے ذریعہ پہچان اور عرفان ہیں اور ہونا بھی اس طرح چاہئے کہ

قدرِ زر زرگر شناسد قدرِ جوہر جوہری

قدرِ گل بلبل شناسد قدرِ عنبر عنبری

(سونے کی قدر سنا جانے اور ہیرے کی قدر جوہری جانے اور پھول کی قدر بلبل

جانے اور مشک کی قدر عنبری یعنی ماہر مشک جانے)

ادب، علم کے لئے بمنزلہ لباس کے ہے :

یہ ایک حقیقت ہے کہ علم کو اگر ایک انسان سے تشبیہ دی جائے تو ادب کو اس میں وہ اہمیت حاصل ہوگی جو انسان کے لئے لباس کی ہوتی ہے۔ گویا ادب علم کا لباس ہے اور بغیر ادب کے علم سو فیصد بے کار ہے۔ ایک انسان لا محدود علم حاصل کر لے، محدث، مفسر اور فقیہ بن جائے لیکن ادب سے محروم رہے تو یہ بہت ہی بد قسمتی کی بات ہے۔ جب کوئی علم کا ادب اور احترام نہیں کرے گا تو نبی کریم ﷺ کا ادب اور احترام بھی نہیں کرے گا، منہ سے کچھ ایسے گستاخانہ کلمات نکل جائیں گے، قلم سے کچھ ایسے مصدّرات ہو جائیں گے، صحابہؓ کے بارے میں بھی گستاخ اور بے ادب ہو جائے گا، ائمہ دین اور اجتہاد سے متعلق بھی اس کی زبان کنٹرول میں نہیں رہے گی.....

زبان بریدہ بکنجی نشتہ صتم بکتم

بہ از کسے کہ نباشد زبانش اندر بحکم

(زبان بند کر کے ایک کونہ میں گونگا بہرہ ہو کر بیٹھنا بہتر ہے، اس شخص کے لئے

جس کی زبان اس کے قبضہ میں نہ ہو)

ایسی گستاخ زبان تو کاٹ لینی چاہئے۔ لہذا علم کے ساتھ ادب بہت ضروری

ہے۔ جب علم کا ادب اور احترام ہوتا ہے تو اللہ تعالیٰ اس میں روشنی بھر دیتے ہیں۔

صحبت و خدمتِ شیخ کی برکات :

میں نے خود کئی بار اپنی آنکھوں سے حضرت مولانا حقانی صاحب کو شیخ الحدیث

حضرت مولانا عبدالحق صاحب نور اللہ مرقدہ کے ساتھ دیکھا ہے، آپ ہمیشہ ان کے ساتھ ساتھ رہتے تھے، ان کے خطوط، تعویذ اور نقوش کی خدمات آپ کے ذمہ تھیں۔ میں نے اس بات کا مشاہدہ بھی کیا ہے کہ جب تک حضرت شیخ الحدیث رحمۃ اللہ علیہ آپ کو خود جانے کے لئے نہ کہتے آپ ان کے پہلو میں بیٹھے رہتے اور جب حضرت شیخ الحدیث رحمۃ اللہ علیہ خود اجازت فرماتے تب آپ گھر کے لئے روانہ ہو جاتے۔ حضرت شیخ الحدیث رحمۃ اللہ علیہ کی ان ہی خدمات کی روشنی ہے جو ہمیں یہاں نظر آ رہی ہے۔ حضرت مولانا عبدالقیوم حقانی صاحب سے اللہ تعالیٰ نے علم کی روشنی پھیلانے میں سورج کا کام لیا ہے اور حقیقت یہی ہے کہ ان کے وجود سے دین کو بہت تقویت مل رہی ہے۔ یہ آپ اور ہمارے لئے سبق اور عبرت کی بات ہے کہ علم میں آداب کی کتنی اہمیت اور ضرورت ہے۔

تحصیل علم میں اتباع کی شرط ؛

اللہ اکبر! حضرت موسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام جب حضرت خضر علیہ الصلوٰۃ والسلام کے پاس گئے تو سب سے پہلے یہ فرمایا :

﴿هَلْ أَتَبِعَكَ عَلَىٰ أَنْ تُعَلِّمَنِي مِمَّا عَلَّمْتَ رُشْدًا﴾ (کہف: ۶۶)

(کہ آپ اجازت دیں تو میں آپ کے ساتھ رہوں بشرطیکہ جو علم (للدینی من جانب اللہ) آپ کو سکھایا گیا ہے اس میں سے کچھ آپ مجھ کو بھی سکھادیں)

میں آپ کی اتباع کرنا چاہتا ہوں.....

در رہ منزل لیلیٰ کہ خطرہا ست بہ جان

شرط اول قدم آں است کہ مجنون باشی

(لیلیٰ محبوبہ کے راستے میں جان کے لئے بہت خطرے ہیں۔ اول قدم کے لئے

شرط یہ ہے کہ مجنون ہوں)

سب سے پہلے یہی فرمایا کہ میں آپ کی تابعداری کرنا چاہتا ہوں 'هَلْ أَتَّبِعُكَ' میں آپ کے ساتھ ہونا چاہتا ہوں، میں آپ کی خدمت کرنا چاہتا ہوں، آپ کا متبع بننا چاہتا ہوں "عَلَىٰ أَنْ تُعَلِّمَنِي" اس لئے کہ آپ سکھادیں اور بتادیں مجھے "مِمَّا عَلَّمْتُ رُشْدًا" فائدہ اور خیر خواہی کے وہ علوم جو اللہ تعالیٰ نے آپ کو عطا فرمائے ہیں۔ بنی اسرائیل کی ہدایت اور ارشاد کا رشتہ صرف حضرت موسیٰ علیہ السلام کے ساتھ وابستہ تھا لیکن جب اللہ تعالیٰ نے فرمایا اے موسیٰ! میرے ایک بندے کے ساتھ کچھ کمالات ہیں۔ (بخاری شریف میں اس کی تفصیل ملاحظہ فرما سکتے ہیں۔ تقریباً ۱۳ مقامات پر اس حدیث کا تذکرہ ہے) تو حضرت موسیٰ علیہ السلام خود کتنی بڑی شخصیت ہیں، آپؑ خضر علیہ السلام کے پاس گئے اور ان سے درخواست کی کہ میں آپ کا متبع بننا چاہتا ہوں۔

کامل استفادہ کی شرطِ اوّل :

امام رازی رحمۃ اللہ علیہ نے یہاں یہ فوائد لکھے ہیں کہ اگر کوئی شخص کسی کے پاس مکمل استفادہ کرنا چاہتا ہے تو اس کے لئے ضروری ہے کہ اس کے رنگ میں مکمل طور پر اپنے آپ کو رنگ دے، تب جا کر استفادہ کیا جاسکتا ہے۔ دنیاوی امور میں بھی یہی دستور رائج ہے، مثلاً کوئی لوہار بننا چاہتا ہے، لوہے کا کام سیکھنا چاہتا ہے اور کسی لوہار کی شاگردی اختیار کر لیتا ہے۔ کوئی جوہر شناس اور زرگر بننا چاہتا ہے اور کسی زرگر کے پاس بیٹھ جاتا ہے تو جب تک پوری دلجمعی اور توجہ کے ساتھ کام نہیں کرے گا نہ تو وہ اپنے استاذ سے استفادہ حاصل کر سکتا ہے اور نہ کام سیکھ سکتا ہے۔ بالکل اسی طرح علم کارنگ اور ڈھنگ بھی طالب علم کو اس وقت نصیب ہوتا ہے جب وہ خود کو اپنے شیخ کے رنگ اور ڈھنگ میں ڈھال دے۔

اتباع کامل کی ایک مثال :

اللہ اکبر! فرماتے ہیں کہ امام ابو یوسفؒ حضرت امام اعظم ابو حنیفہؒ کے بہت زیادہ

تبع تھے اور اس شان سے قمع تھے کہ شیخ زاہد الکوثری نے (حسن التقاضی صفحہ ۱۲۸) میں لکھا ہے کہ امام ابو یوسفؒ کو اطلاع ہوئی کہ آپ کی گھر والی کو تکلیف ہے۔ آپ نے فرمایا کسی دائی کو بلا لیں۔ پھر اطلاع آئی کہ آپ کو اللہ تعالیٰ نے بچہ عطا فرمایا ہے۔ فرمایا حضرت امام صاحب مسائل بیان فرما رہے ہیں، کسی صاحب کے ذریعہ اذان کہلوادیں۔ پھر اطلاع آئی کہ بچہ شدید بیمار ہے۔ فرمایا محلہ میں طبیب موجود ہے، اس سے معائنہ کروادیں۔ پھر اطلاع آئی کہ بچہ وفات پا چکا ہے۔ فرمایا غسل دیکر دفن کر دیں ”ما ترک مجلس ابی حنیفہ“ کسی قیمت پر آپ نے حضرت امام صاحب کی مجلس کو نہیں چھوڑا۔ اس لئے تو حضرت امام اعظم ابو حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی حیات میں یہ اعلان فرمایا تھا کہ میں ان خوش نصیبوں میں سے ہوں کہ میری زندگی میں میرا شاگرد (امام ابو یوسفؒ) کمال کو پہنچ چکا ہے اور یہ پھر بعد میں ظاہر بھی ہو گیا۔

امام اعظمؒ کی صحبت کی برکات :

عرفات میں حضرت امام مالک رحمۃ اللہ علیہ سے امام ابو یوسفؒ کی ملاقات ہوئی ہارون الرشید کو امام ابو یوسفؒ نے کہا کہ امام مالکؒ میرے استاذ کی جا بے جا رد کرتے رہتے ہیں، ان سے کہدیں کہ مجھ سے مل لیں۔ حضرت امام مالکؒ نے کبرنی کا عذر پیش کیا۔ حضرت امام ابو یوسفؒ نے ایک طالب علم سے کہا کہ آپ ان سے پوچھ لیں کہ حضرت امام مالکؒ فرماتے ہیں ”الذَّالُّ بِالذَّالِّ وَالْقَافُ بِالْقَافِ“ کہ نماز میں زیادہ ہو جائے تو بعد السلام سجدے ہوتے ہیں اور اگر نقصان ہو جائے تو قبل السلام۔ حضرت امام ابو یوسفؒ نے اس کا جواب دیا ”فما تقول لرجل وقعت له الصورتان“ وہ انسان کیا کرے گا جس سے ایک رکعت میں اضافہ ہوا اور دوسرے میں کمی واقع ہوئی؟ حضرت امام مالکؒ

کہتے ہیں کہ مخطوطات جمع کرنا چھوڑ دو اور میں اس نیت سے جمع کرتا ہوں کہ انہیں شائع کر کے اللہ تعالیٰ کی خوشنودی اور رضامندی حاصل کر سکوں۔ میرا یہ ایمان ہے کہ جو جس فن کے ساتھ محبت رکھتا ہے، جس راہ کے ساتھ عشق رکھتا ہے اللہ تعالیٰ اس کے لئے وہ راہ آسان فرمادیتے ہیں۔ بہر حال وہ تفسیر بہت مشکل ہے اور اس پر بہت زیادہ محنت کی ضرورت ہے۔

کامیاب مدرسہ :

میں ذاتی طور پر درس و تدریس اور درسِ حدیث میں بے حد مصروف ہوں اور میں یہ رائے رکھتا ہوں اور میری نظر میں وہ مدرسہ کامیاب ہے جہاں مہتمم صاحب مشکل اور جلیل القدر کتب خود پڑھائے۔ ہم نے دیکھا ہے کہ شیخ الحدیث حضرت مولانا عبدالحق صاحب نور اللہ مرقدہ دارالعلوم حقانیہ میں حدیث کی جلیل القدر کتب خود پڑھاتے تھے اور بلند پایہ مدرس تھے، مدرسہ کامیاب تھا۔ حضرت شیخ محمد یوسف بنوری بہت بڑے محقق مدرس تھے، مدرسہ کامیاب تھا۔ حضرت مولانا سلیم اللہ خان صاحب مدظلہ فنون کے ماہر ہیں، مدرسہ کامیاب ہے۔ حضرت مولانا مفتی محمد شفیع صاحب صرف افتاء کے فرائض انجام دیتے تھے، حضرت مولانا محمد تقی عثمانی مدظلہ اور حضرت مولانا رفیع عثمانی برادران نے مسند درس و تدریس سنبھالی اور کامیاب کر دی اور آج دارالعلوم کراچی علم و عرفان کی بلندیوں پر جلوہ افروز ہے۔ بہر حال میری خواہش ہے کہ میں مذکورہ تفسیر مولانا حقانی صاحب کے حوالے کر دوں اور مجھے یقین ہے کہ انشاء اللہ مولانا حقانی صاحب اس کا حق ادا کر دیں گے۔

خدمتِ علم و دین کی برکتیں :

آج بعض لوگ یہ سمجھتے ہیں کہ دینی مدارس صرف چندے کے مراکز ہیں جہاں

دین کے نام پر لوگوں سے چندہ وصول کیا جاتا ہے اور اسے ہڑپ کر لیا جاتا ہے لیکن الحمد للہ حقیقت یہ نہیں ہے۔ حقیقت یہی ہے کہ اہل حق دین کے نام پر دین کو بلند کرتے ہیں اور دین کی برکت سے اللہ تعالیٰ ان کی دنیا روشن کر دیتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ بہت سخی اور بخواد ہیں۔ جو لوگ اللہ کے دین کا دفاع کرتے ہیں، دین کی تبلیغ اور نشر و اشاعت کرتے ہیں، ہر ظالم اور باطل کا مقابلہ کرتے ہیں ایسے لوگوں کے لئے دنیا کی کوئی اہمیت نہیں ہے۔ جو لوگ اللہ کی طرف متوجہ ہو جاتے ہیں دنیا خود بخود ان کے پیچھے بھاگتی پھرتی ہے.....

بن کے بندہ جو اسے دل سے صدا دیتا ہے

اس کا ہر کام خدا جلد بنا دیتا ہے

دین اس کی ہے فقط ایک ذریعہ انسان

دستِ انسان سے انسان کو خدا دیتا ہے

بہر حال وہ تفسیر زاہدی ہم نے شائع کر دی ہے اور چھپ کر منظر عام پر آگئی ہے۔

خدا کی غیبی نصرتیں :

ہمارے پاس ایک آدمی دعا کے لئے تشریف لائے جنہیں کچھ مشکلات درپیش تھیں اور کہا کہ میرے لئے تفسیر زاہدی کے توسط سے دعا کر لیجئے۔ ہم نے دعا کر لی اور اللہ کے فضل سے ان کی مشکلات ختم ہو گئیں۔ وہ پھر تشریف لائے اور کہا کہ آپ کی دعا کی برکت سے میری مشکلات ختم ہو چکی ہیں لہذا اب مجھے خدمت کا کوئی موقع عنایت فرمادیں۔ میں نے ان سے کہا کہ بھائی یہ اتنا بڑا مدرسہ ہے، جو کچھ آپ سے ہو سکتا ہے اللہ کے دین کے لئے کر لیجئے۔ اس نے کہا کہ نہیں! مجھ سے کوئی ایسی خدمت لے لیجئے جس کا آپ پر بہت بوجھ ہو اور آپ کا بوجھ ہلکا ہو سکے۔ اس اللہ کے بندے نے پندرہ لاکھ روپے خرچ کر کے طلباء کے لئے ایک بڑا ہال تعمیر کروایا اور چھ لاکھ روپے کی لاگت سے تفسیر زاہدی

شائع کروادی اور ساتھ یہ بھی عزم ظاہر کیا کہ تاحیات ان شاء اللہ مدرسہ کی جتنی خدمت مجھ سے لیں گے خلوص کے ساتھ کرتا رہوں گا۔

عمل صالح کی برکات :

تفسیر زاہدی ۵۱۹ھ میں لکھی جا چکی ہے اور اس کی موجودہ کتابت بادشاہ اورنگزیب کے زمانہ ۱۰۹۴ھ میں ہوئی ہے۔ میں آپ حضرات کے سامنے نیک عمل کا ایک ذریعہ بیان کر رہا ہوں، توجہ سے سنیں۔ جب تفسیر شائع ہوئی اور ہم اسے مدرسہ لے آئے اور ایک کمرے میں رکھا۔ اب ہم اس سوچ و بچار میں لگے ہوئے تھے کہ کن کن علماء کو بھیجنا ہے۔ اس دوران میں نے ایک خواب دیکھا۔ خواب میں دیکھتا ہوں کہ ہمارے مدرسہ سے باہر بنوری ٹاؤن تک ایک بہت بڑا باغ ہے جس میں ہری بھری گھاس اور بہت خوبصورت منظر ہے۔ اس باغ میں جگہ جگہ تخت لگے ہوئے ہیں اور ایک تخت سے دوسرے تخت تک بہت فاصلہ ہے۔

اورنگزیب سے خواب میں ملاقات :

اوران میں سے ایک تخت پر ایک بہت بڑی شخصیت تشریف فرما ہیں۔ میں جلدی جلدی ان کے پاس پہنچ گیا۔ اس شخصیت کے سر پر تاج کی شکل میں ململ کی پکڑی ہے اور اس میں ایک بہت بڑا زرد لگا ہوا ہے۔ ہاتھ بہت خوبصورت اور سفید ہیں اور آنکھیں موٹی موٹی ہیں۔ جب میں ان کے قریب پہنچا تو علیک سلیک کے بعد میں نے ان سے پوچھا حضرت! کیسے تشریف آوری ہوئی؟ فرمایا: آپ نے تفسیر زاہدی شائع کی ہے اور اس کی کتابت میں نے کرائی ہے۔ میں نے ان سے پوچھا آپ اورنگزیب بادشاہ ہیں؟ فرمایا: عوام مجھے اورنگزیب بادشاہ کہتے ہیں لیکن میں فقیروں کا بادشاہ ہوں۔ میں نے ان سے

عرض کیا حضرت! یہ آپ کا اپنا مدرسہ ہے، آپ اندر تشریف لائیے۔ فرمایا: آپ خود ہی تو لوگوں سے یہ بیان کرتے رہتے ہیں کہ بادشاہوں کا آنا اچھا نہیں ہے پھر کیوں اندر بلا رہے ہو :

”إِنَّ الْمُلُوكَ إِذَا دَخَلُوا قَرْيَةً أَفْسَدُوهَا“ (النمل: ۳۳)

(بادشاہ جب کسی شہر (کو بزور فتح کرے اُس) میں داخل ہوا کرتے ہیں تو (اُن کا دستور ہے کہ) اُس کو خراب کرتے ہیں)

میں نے ان سے عرض کیا کہ حضرت! میں ابھی دو منٹ میں حاضر ہوتا ہوں، جلدی جلدی کمرے میں آیا اور تفسیر کی دونوں جلدیں میں بغل میں لیکر ان کی خدمت میں پھر حاضر ہوا اور ان کی خدمت میں پیش کیں۔ جب نیند سے بیدار ہوا تو مجھے یقین ہو گیا کہ اللہ تعالیٰ نے کتاب کو قبول فرمایا ہے۔ بھائیو! مفسر زاہدیؒ جب کتاب تصنیف فرما رہے تھے تو انہیں یہ معلوم نہیں تھا کہ اسے پاکستان میں کوئی شائع کرے گا، اور نگزیب بادشاہ جب کتابت کر رہے تھے تو انہیں یہ معلوم نہیں تھا کہ یہ چار سو سال بعد شائع ہوگی۔ یہ اللہ تعالیٰ کے احسانات اور انعامات ہیں۔ ہم اور آپ نے تو اپنے آپ کو اللہ کے حوالے کر دیا ہے۔ دین کی سر بلندی کے لئے دین کا ادب، علم کا ادب، اساتذہ کا ادب اور مدرسہ کا ادب ہم سب پر فرض ہے۔ اللہ تعالیٰ ہماری ان ٹوٹی پھوٹی خدمات کو دونوں جہانوں میں ہمارے لئے عزت، مغفرت اور بخشش کا ذریعہ بنا دے۔

و آخر دعوانا ان الحمد لله رب العالمین۔

(ماہنامہ القاسم فروری ۲۰۰۴ء)

☆☆☆☆☆☆☆☆

اکابر اور اساتذہ کرام کی مخلصانہ خدمات کی برکات

شیخ الحدیث حضرت مولانا محمد زرولی خان صاحب کا خطاب

شیخ الحدیث حضرت مولانا مفتی زرولی خان صاحب مدظلہ کراچی، محدث کبیر حضرت مولانا ڈاکٹر سید شیر علی شاہ صاحب شیخ الحدیث جامعہ حقانیہ اکوڑہ خٹک، بزرگ عالم دین حضرت مولانا عبدالحمن صاحب مدظلہ، جہانگیرہ کی معیت میں جامعہ ابو ہریرہ تشریف لائے۔ جامعہ کے عظیم اور وسیع کتب خانہ میں ذاتی دلچسپی لی۔ جامع مسجد عمار میں طلبہ سے خطاب فرمایا، موصوف کا قدم جامعہ کے لئے میمنت لزوم ہے اور بیان خدام کے لئے تشجیع اور حوصلہ افزاء..... لیجئے! قارئین بھی حظ وافر اٹھائیں..... (ادارہ القاسم)

قابل قدر بزرگو اور دوستو! حضرت مولانا عبدالقیوم حقانی صاحب الحمد للہ علم کے ایک بلند پایہ شہسوار ہیں اور ان کی ذات ہمارے لئے بہت سے نسبتوں کی وجہ سے باعث شرف اور باعث عزت ہے۔ مولانا حقانی صاحب نے میرے تعارف میں جو کلمات کہے، یہ ان کا حسن ظن ہے ورنہ ناچیز کی حیثیت ایک طالب علم کی ہے۔ ہمیں مولانا عبدالقیوم حقانی پر فخر ہے اور مولانا موصوف جو محنت دین کی ترقی اور اس کی عظمت کے لئے کر رہے ہیں، ہم آج یہاں ان کو ان کی خدمات پر مبارکباد دینے کے لئے حاضر ہوئے ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے ان کے ذریعہ توحید اور سنت کا عظیم چشمہ جامعہ ابو ہریرہ کی صورت میں جاری فرمایا ہے۔ میں سمجھتا ہوں کہ جب جامعہ ابو ہریرہ کے پاس سے جی ٹی روڈ پر گزر رہو اور

بغیر کسی عذر کے جامعہ ابو ہریرہ میں حاضری نہ دی جائے تو یقیناً یہ ناشکری ہوگی۔ مولانا حقانی صاحب کا اکابرین علماء، صلحاء، مشائخ اور موجودہ و گزشتہ بزرگوں اور ہم جیسے دور افتادہ طالب علموں کے ساتھ تقریراً، تحریراً، عملاً جو تعلق قائم ہے وہ اپنی جگہ ان کے حسن ظن کا ایک عظیم باب ہے۔ ہم ان کے اس حسن ظن کا کما حقہ شکر اور سپاس نہیں کر سکتے۔

جامعہ ابو ہریرہ حاضر ہو کر اور جامعہ کا تعلیمی پروگرام اور تربیتی انتظام دیکھ کر مجھے بہت خوشی ہے۔ جامعہ ابو ہریرہ کیا ہے؟ الحمد للہ دارالعلوم دیوبند کا نقشہ اور منظر ہے۔ جیسے ہی جامعہ میں داخل ہوا اور درو دیوار پر نظر پڑی، تو دل خوش ہوا۔ جامعہ ابو ہریرہ کا قیام بزرگان دین کی دعاؤں اور ان کی خدمت کا ثمرہ ہے جو مولانا عبدالقیوم حقانی نے حاصل کیا ہے۔ مولانا حقانی صاحب نے علاقے کے ممتاز عالم دین شیخ الحدیث حضرت مولانا عبدالحق صاحب رحمۃ اللہ علیہ کی جو مخلصانہ خدمت کی ہے، اسی خدمت اور ان کی دعاؤں کی بدولت اللہ رب العزت نے ان کو حسن عمل کے اس میدان کا رزار سے نوازا ہے۔

اس میں ہم سب کے لئے پند اور نصیحت ہے کہ جیسے ہم دنیا میں دیکھتے ہیں کہ انسان دو چیزوں کا نام ہے، جسم اور روح۔ جسم ظاہری صورت رکھتا ہے جبکہ روح کی کوئی شکل نہیں ہے، روح دکھائی نہیں دیتی۔ حقیقت یہ ہے کہ زندگی روح پر موقوف ہے۔ روح جب نکل جائے تو اگر بادشاہ ہے تو بھی قبر میں جائے اور اگر فقیر ہے تو وہ بھی مٹی میں دفن ہوگا، اگر نبی ہے، ولی ہے الغرض جو بھی ہے، روح نکل جانے کے بعد وہ دنیا میں مزید نہیں ٹھہر سکتا اور اس کو مٹی میں جانا ہوگا۔ اسی طرح ان اعمال اور علوم کے لئے اصل نسبت اور روح وہ اللہ تعالیٰ کی رضا اور بزرگان دین کی اتباع ہے۔

حکیم الامت حضرت مولانا اشرف علی تھانوی اکابرین دیوبند میں سے ایک بہت بڑے بزرگ گزرے ہیں۔ انہوں نے اپنی زندگی میں دین کی بہت خدمت کی ہے۔

درس و تدریس، وعظ و نصیحت اور رشد و ہدایت کے ساتھ ساتھ انہوں نے سینکڑوں بلند پایہ کتب بھی تصنیف کیں۔ ان سے ان کے ایک شاگرد نے پوچھا کہ حضرت! کیا آپ نے زمانہ طالب علمی میں بہت زیادہ محنت کی ہے جو اللہ تعالیٰ نے آپ کے علم اور عمل میں بے مثال برکت عطا فرمائی ہے؟ حضرت تھانویؒ نے جواب میں فرمایا: میں نے پڑھتے وقت کوئی خاص محنت نہیں کی، البتہ مشائخ اور اساتذہ کرام کا احترام کرتا تھا اور ان کی دعائیں حاصل کیا کرتا تھا۔

امام ابو یوسفؒ جو ہمارے مذہب کے دوسرے امام ہیں۔ کتاب ابن الجوزی کے باب ذکر العلماء میں درج ہے کہ اس بات پر تمام محدثین کا اتفاق ہے کہ وہ اپنے زمانہ میں حافظ الحدیث تھے بلکہ ان کے متعلق لکھا گیا ہے کہ امام ابو یوسفؒ ایک مجلس میں ساٹھ احادیث سنداً اور متناسن لیتے تھے اور پھر فوراً لفظ بہ لفظ سنا دیا کرتے تھے۔ اللہ تعالیٰ نے ان کو اس قدر بہترین ملکہ عطا فرمایا تھا۔ حضرت امام ابو یوسفؒ پر بلاد عرب کے ایک مشہور عالم استاذ الاساتذہ شیخ زاہد الکوثری نے ”حسن التقاضی فی سیرۃ الامام ابی یوسف القاضی“ کے نام سے ایک کتاب لکھی ہے جس میں ایک جگہ تحریر فرماتے ہیں :

كَانَ أَبُو يُوسُفَ عَظِيمُ الْبِرِّ وَ قَبِيلُ الْأَجْلَالِ لِشَيْخَيْنِ ابْنِ أَبِي لَيْلَى وَ
أَبِي حَنِيفَةَ فَلِذَلِكَ نَالَ بَرَكَتَنَا “ کہ امام ابو یوسفؒ نے اپنے دو اساتذہ امام
ابو حنیفہؒ اور امام عبدالرحمن ابن ابی لیلیٰ کا بہت ادب اور احترام کیا کرتے تھے جس کی وجہ
سے ان کے علم میں اللہ تعالیٰ نے برکت عطا فرمائی۔ الحمد للہ میں دیکھ رہا ہوں کہ مولانا مفتی
غلام الرحمن صاحب (جامعہ عثمانیہ پشاور) مولانا قاری محمد عمر علی صاحب (جامعہ تحسین
القرآن حکیم آباد نوشہرہ) اور حضرت مولانا عبدالقیوم حقانی صاحب دین کی بہترین
خدمت کر رہے ہیں اور میں سمجھتا ہوں کہ یہ ہمارے اکابر اور مشائخ کے نیک اور صحیح نیت

اور ان کی کامل صحبت کی برکت ہے۔

ناچیز سے بھی اللہ تعالیٰ کراچی میں دین کی ٹوٹی پھوٹی خدمت لے رہا ہے۔ اس کی وجہ بھی میں یہی سمجھتا ہوں کہ یہ ہمارے استاذ حضرت مولانا عبدالرحمن صاحب دامت برکاتہم، حضرت مولانا لطف اللہ صاحب اور کراچی کے دیگر اساتذہ کرام کی دعائیں اور ان کی نسبت الحمد للہ ہمیں حاصل ہے۔ اب بھی جب کبھی مدرسہ میں کوئی مشکل پیش آتی ہے تو میں دعا کرتا ہوں یا اللہ! یہ مدرسہ یہ دین کے باغ و بہار تو ہمارے اساتذہ کی وجہ سے ہے، یہ ان کی برکت اور دعائیں ہیں، ہم تو ان کے مزدور اور کارندے ہیں، اگر ہماری نیتوں میں کوئی فرق نہیں ہے تو ہماری مشکل آسان فرمادے۔ یقین جانیئے کہ دس جیس منٹ یا گھنٹہ دو گھنٹہ کے بعد وہ مشکل ختم ہو جاتی ہے۔

محترم طلباء! میں ایک بار پھر حضرت مولانا عبدالقیوم حقانی صاحب کو ان کے عظیم دینی اور علمی خدمات پر خراج تحسین اور مبارکباد پیش کرتا ہوں۔ اللہ کرے کہ ان کا لگایا ہوا یہ گلشن جامعہ ابو ہریرہ ہمیشہ شاد و آباد رہے۔ ان ہی چند کلمات پر اکتفا کرتا ہوں۔ اللہ تعالیٰ مجھے اور آپ تمام حاضرین کو دین پر عمل کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔

و آخر دعوانا ان الحمد لله رب العالمین۔

(ماہنامہ القاسم / ربیع الثانی، جمادی الاول ۱۴۲۳ھ / جون، جولائی ۲۰۰۲ء)



باب سوم

تعارف و تبصرہ کتب

تیسری کتاب ”شرح شمائل ترمذی“ ہے۔ یہ مبسوط اور کافی حد تک تمام قدیم شروحات سے استفادہ کیا گیا ہے۔ ان دو ضخیم جلدوں میں شمائل ترمذی کی شرح بڑی آب و تاب کے ساتھ مکمل کی گئی ہے۔ بعض ابحاث جو غیر معمولی ضرورت کی آئینہ دار تھیں ان سے باکمال تعرض کیا گیا ہے۔ وقتاً فوقتاً احادیث کی قیمتی ابحاث کو علمی لطائف اور وقتی ظرائف سے آراستہ کیا گیا ہے۔ نیز عربی، فارسی اور اردو کے حسب ضرورت شعر و سخن سے ایسی خدمت لی گئی ہے کہ بعض اوقات ایسا محسوس ہوتا ہے کہ یہ شعر اس مضمون کا تکملہ اور بہترین تتمہ ہے۔ قدیم و جدید ابحاث کو اس طرز سے بکھیرا گیا ہے کہ میدان موتیوں کے منتشر آبداروں سے مزین کر دیا گیا ہے اور کتاب کی ہر بحث گرانی کے بجائے آسانیوں کی حامل ہے اور ہر بحث ختم ہونے سے پہلے دوسرا بحث دیکھنے کے لئے اشتیاق اور رغبت بڑھتی ہے، بقول ڈاکٹر عارفی مرحوم کے

یہاں تک بڑھ گئے وارفتگی شوق کے نظارے

حجاباتِ نظر سے پھوٹ نکلا حسن جانانہ

شیخ الحدیث مولانا مفتی محمد زرولی خان

شرح شمائل ترمذی، تذکرہ روایانِ شمائل ترمذی

مہتابِ نبوت ﷺ کی ضوافشائیاں

ہر تین کتابیں ایک ہی منہج کے مختلف اطراف اور ضرورتِ علم کی جلیل القدر اور

خوش آئند خدمت ہیں.....

عبار اتنا شتی و حسنک واحد

وکل ذلک الی الحسن یشیر

(ہماری تعبیرات مختلف ہیں اور تیرا حسن تو ایک ہے، مگر ہماری تمام تعبیرات کا محور

تمہارا حسن ہے)

حق سبحانہ و تعالیٰ نے ائمہ حدیث اور ان کی خدماتِ حدیث سے نبوت اور

رسالت کی نیابت کا وہ عظیم کام لیا اور قیامت تک لیا جاتا رہے گا، جن کے فوائد اور برکات

سمندروں کی امواج سے اور آسمانوں کے نجوم اور ابراج سے زیادہ واضح اور بیش بہا ہیں۔

محدثین کی جماعت میں امام ترمذی سرفہرست ہیں۔ آپ منزلت کے اعتبار سے امام

بخاری اور امام مسلم کے شاگرد ہیں، گو سلاسل اسانید میں ہر دونوں مشائخ کے بہت بعد میں

واقع ہوئے ہیں، لیکن ”الجامع السنن“ کی جامعیت اور مانعیت، افادیت اور آفاقیت حکم

تکوینی کے تحت کچھ اس شان سے واقع ہے کہ ان فضائل اور برکات میں آپ اپنے پیش رو

آباءِ علم پر بھی سبقت لے گئے۔

”الجامع السنن“ درحقیقت تین کتابیں ہیں۔ پہلا حصہ احادیث، احکام و مسائل

اور دیگر ضروریات دین پر مشتمل ہے۔ دوسرا حصہ علل کا ہے جو بجائے خود علم حدیث کا گراں قدر شعبہ ہے اور تیسرا حصہ شمائل ہے۔ یہ چار سو (۴۰۰) احادیث پر مشتمل اور باون (۵۲) ابواب پر محیط ہے۔ زمانہ قدیم سے حضرات محدثین اس کا باقاعدہ درس دیتے ہیں اور مستقل شروح اور علیحدہ تحقیقات کا اہتمام فرماتے ہیں۔ چنانچہ ”قاضی عیاض کی شرح شمائل“ اور ”علامہ القاری کی شرح الشمائل“ زیادہ مشہور اور تقریباً متداول ہیں۔ حافظ ابن حجر نے فتح الباری میں لکھا ہے کہ: ”میں نے بھی شرح ترمذی لکھی ہے۔“

حافظ ابن قیم نے تہذیب السنن شرح ابی داؤد کے اندر بعض اور قدماء محدثین کے شروح شمائل سے تعرض کیا ہے۔ ہندوستان کے دورِ آخر کے مشہور محدث شیخ الحدیث مولانا محمد زکریا صاحب ”سہارنپوری ثم مہاجر المدنی والمتوفی بھانے میں زبان اردو میں وقت کی ضرورت پر مشتمل اور صرف احکام اور مسائل پر مشتمل ایک مبسوط اور کافی حد تک جامع اور منضبط شرح لکھی ہے جو ان کے لائق فائق خلفاء اور تلامیذ بالخصوص ہمارے خواجہ تاش مولانا محمد یحییٰ مدنی دامت برکاتہم کے توسط سے ہر خاص و عام کو بالخصوص دورہ حدیث کے طلبہ کو اہل حق کے اکثر مدارس کو بڑے اہتمام سے پہنچائی جاتی ہے۔ اللہ تعالیٰ ان کی یہ سعی قبول فرمائیں۔

حال ہی میں ہمارے بزرگ دوست دنیائے صحافت کے شہسوار علم و تحقیق کے روشن مینار حضرت مولانا عبدالقیوم حقانی صاحب نے شرح شمائل کے تینوں اطراف پر غیر معمولی فاضلانہ قلم کی جولانیاں دکھائیں ہیں۔

اس کا ایک حصہ جو کہ عطر العطار اور خلاصۃ الخلاصہ ہے ”ماہتاب نبوت ﷺ کی ضوافشائیاں“ ہے۔ اس میں بھی احکام اور مسائل اپنے معتد بہ بزرگوں کے معمولات اور دستاویزات کے ساتھ پیش کئے گئے ہیں، جہاں کہیں بھی بے احتیاطی یا بے راہ روی کا

تیسری کتاب ”شرح شمائل ترمذی“ ہے۔ یہ مبسوط اور کافی حد تک تمام قدیم شروحات سے استفادہ کیا گیا ہے۔ ان دو ضخیم جلدوں میں شمائل ترمذی کی شرح بڑی آب و تاب کے ساتھ مکمل کی گئی ہے۔ بعض ابحاث جو غیر معمولی ضرورت کی آئینہ دار تھیں، ان سے باکمال تعرض کیا گیا ہے۔ وقتاً فوقتاً احادیث کی قیمتی ابحاث کو علمی لطائف اور وقتی ظرائف سے آراستہ کیا گیا ہے۔ نیز عربی، فارسی اور اردو کے حسب ضرورت شعرو سخن سے ایسی خدمت لی گئی ہے کہ بعض اوقات ایسا محسوس ہوتا ہے کہ یہ شعر اس مضمون کا تکملہ اور بہترین تتمہ ہے۔ قدیم و جدید ابحاث کو اس طرز سے بکھیرا گیا ہے کہ میدان موتیوں کے منتشر آبداروں سے مزین کر دیا گیا ہے اور کتاب کی ہر بحث گرانی کے بجائے آسانیوں کی حامل ہے اور ہر بحث ختم ہونے سے پہلے دوسرا بحث دیکھنے کے لئے اشتیاق اور رغبت بڑھتی ہے، بقول ڈاکٹر عارفی مرحوم کے.....

یہاں تک بڑھ گئے وارفتگی شوق کے نظارے

حجاباتِ نظر سے پھوٹ نکلا حسن جانانہ

حق تعالیٰ ان مقتدر دینی، علمی اور تحقیقی کاوشوں کو اپنی بارگاہ میں شرف قبولیت عطا فرمائے اور ان بیش بہا کتابوں سے رہتی دنیا تک امتِ مرحومہ کو مستفید اور مستنیر ہونے کی توفیق ارزانی فرمائیں، اور حقانی مؤلف کے لئے رب العزت ان کوششوں کو زیادتِ ترقیات، قبولیتِ اعمال اور ہر میدان میں فتحِ مبین اور نصرتِ قریبہ کے ساتھ ساتھ آخرت میں عظیم درجات اور بے پناہ اجر و ثواب اور شفاعتِ شافعِ محشر ﷺ اور جنت الفردوس پہنچنے کا سببِ عظیم بنائے۔

(ماہنامہ الاحسن، ذی القعدہ، ذی الحجہ ۱۴۲۶ھ)

سوانح شیخ الحدیث حضرت مولانا عبدالحق صاحب

حق تعالیٰ نے قرآن کریم جو رہتی دنیا کی ہدایت کے لئے کافی و شافی خزانہ نازل فرمایا ہے اور اسے قیامت تک کے لئے ہر طرح کی تحریف اور دخل اندازیوں سے محفوظ فرمایا ہے: ”إِنَّا نَحْنُ نَزَّلْنَا الذِّكْرَ وَإِنَّا لَهُ لَحَافِظُونَ“۔ اس کے حق میں اس کی ہیبت اور جلال اور ہر زمانے کے لئے ہر مرض کی دوا اور شفائے مبین کے ساتھ ساتھ اس کی حفاظت کا ایسا وعدہ فرمایا ہے جن کے کرشمہ ہائے اعجاز میں سے قرآن و سنت بلکہ اس کی خدمت کا شرف حاصل کرنے والے علماء اور اخیار کو بھی محفوظ فرمایا ہے۔ گویا احادیث نبوی ﷺ کی حفاظت، قرآن کے تفسیری نقوش کی حفاظت ہے۔ تو اجتہاد اور فقہ اور اس کے حاملین کی حفاظت معانی و مصداق کی حفاظت ہے۔ عربی قواعد کے لئے صرف و نحو عروض و منطق، ادب اور اصول کے علماء تک محفوظ فرمائے گئے اور یہ سب حفاظت خداوندی کے وعدے اور عہد کی اعجازی قدرت ہے کہ پندرہ سو سال گزرنے کے باوجود عہد قرآن سے لے کر آج تک اور ان شاء اللہ قیامت تک حضرات مفسرین، محدثین، فقہاء اور مجتہدین اور دین سے تعلق رکھنے والے اور دین کی اخلاص سے خدمت کرنے والے بھی محفوظ فرمائے گئے۔

ہنوز آں ابر رحمت دُر نشان است

مہ و میخانہ و مہر نشان است

علم الرجال جو علوم دینیہ اور خاص کر علم حدیث کی میزان بلکہ اساسی علم سمجھا جاتا

ہر اک باغ میں جا کر ہر اک پھول دیکھا
نہ تیری سی رنگت نہ تیری سی بو ہے

جب ہم جیسے دور افتادہ اور پسماندہ کو حضرت والا کے وجود مسعود سے اتنا فیض ہوا ہے تو مولانا عبدالقیوم حقانی جو حضرت کے پیرانہ سالی اور کبرنی کے مبارک ادوار کے ضبط اور ربط کرنے والوں میں سے سب سے ممتاز اور منفرد مقام رکھتے ہیں، ان کے فیضیات ہونے اور دعائیں لینے کا کیا کہنا ہے، یوں کہا جائے گا.....

مزے لوٹو کلیم اب بن پڑی ہے
بڑی اونچی جگہ قسمت لڑی ہے

مولانا نے جس سچ دھج اور شوکت و ہیبت سے حضرت شیخ الحدیث کی زندگی کے اطراف و اکناف اور بے مثال واقعات اور بیش بہا خزانے جمع فرمائے ہیں وہ کتاب کے ہر ورق سے ثابت اور ظاہر و باہر ہیں۔ زیادہ سے زیادہ حضرت مولانا کی تحریر و تحقیق کی جولانیوں سے یہ شکوہ بر محل ہوگا کہ انہوں نے حضرت شیخ الحدیث کی تاریخ ولادت یا سن اوائل کے بارے میں رساں پہلو اختیار نہیں فرمایا ہے، کیونکہ حضرت اقدس استاذ محترم مولانا عبدالرحمن صاحب دامت برکاتہم جو زعمیت ملت حضرت مولانا سمیع الحق و برادران کے سگے ماموں ہیں اور حضرت شیخ الحدیث کے زمانہ طالب علمی کے ساتھی ہیں بلکہ بعض کتب میں دارالعلوم دیوبند میں شریک اسباق رہے ہیں ان کا فرمان ہے کہ حضرت شیخ الحدیث کا سن پیدائش ۱۹۱۲ء ہر اعتبار سے غلط اور نامناسب ہے۔ نہ جانے کس تحریر کے نشیب و فراز نے سلطان صحافت کے قلم سے یہ شذرہ جو باعثِ تعجب اور تحیر ہے صادر کرایا۔

نیز علاقہ چھچھ کے مشہور عالم حضرت مولانا عبدالغنی صاحب جن کا اپنا سن پیدائش ۱۹۰۶ء ہے وہ فرماتے ہیں کہ اکوڑہ والے مولانا عبدالحق صاحب مجھ سے تھوڑے بڑے تھے،

یہی بات خود مجھے امام التاریخ والادب حضرت مولانا لطف اللہ صاحب جہانگیروی مرحوم و مغفور سے یاد ہے، اور وہ فرماتے تھے کہ مولانا عبدالحق صاحب مجھ سے تھوڑے چھوٹے ہیں جبکہ حضرت الاستاذ حضرت مولانا لطف اللہ صاحب کاسن پیدائش ۱۹۰۶ء ہے۔ ان قرآن و ذرائع کے پیش نظر حضرت شیخ الحدیث کاسن پیدائش ۱۹۱۴ء بظاہر غلط اور تحقیق سے دور معلوم ہو رہا ہے۔

برادرِ بزرگ حضرت مولانا عبدالقیوم حقانی صاحب دامت برکاتہم حضرت الاستاذ حضرت مولانا عبدالحنان صاحب دامت برکاتہم سے خود ملاقات کر کے اس کو درست فرما سکتے ہیں۔ اس شکوے کا تعلق موجودہ زیر تبصرہ کتاب سے نہیں بلکہ اس سے قبل جہاں جہاں حضرت شیخ الحدیث کی ولادت ذکر ہوئی ہے اس سے متعلق ہے۔ موجودہ سوانح اور تذکرہ میں اس کا ذکر اور تحقیق مناسب تھا۔ واللہ اعلم بالصواب۔

(الاحسن، جمادی الاخریٰ ۱۴۲۶ھ)



جمالِ یوسف

(تذکرہ وسوانح حضرت مولانا محمد یوسف بنوری)

جمالِ یوسف محدث العصر حضرت مولانا محمد یوسف بنوریؒ کا تذکرہ وسوانح ”برادرِ بزرگ“ مصنف العصر اکابر و اسلاف کی صلاحیتوں کے شناور و شناسا، حضرت مولانا عبدالقیوم حقانی مدظلہ کی شاہکار کتاب منصبہ شہود پر آچکی ہے۔ حضرت مولانا کے قلم سے ”محدث العصر استاذ گرامی قدر حضرت اقدس مولانا محمد یوسف بنوری مرحوم و مغفور“ کا تذکرہ اور سوانح ایک مثالی اور یادگار کارنامہ ہے۔

”حضرت اقدس حضرت الاستاذ“ سادات خاندان کے خانوادہ تھے، مگر ان کے جوہر علم امام العصر حضرت مولانا محمد انور شاہ صاحبؒ کی نگاہ رسا اور صحبت بیضاء سے مزید چمکے اور ایسے بیش بہا ہوئے کہ عرب و عجم میں اپنے استاذ امام العصر حضرت مولانا محمد انور شاہ صاحب کشمیریؒ کے علوم و کمالات کے ایسے منفرد ”امین اور محافظ“ ثابت ہوئے کہ حضرت شاہ صاحبؒ کے بڑے تلامذہ جیسے مہتمم دارالعلوم دیوبند ”حضرت مولانا قاری محمد طیب“ صاحب نے آپ کی اس جلیل القدر نسبت اور شیخ کے ساتھ دیدنی وابستگی اور اپنے شیخ کے علوم و کمالات میں فنائیت اور ان کے علوم اور دارالعلوم دیوبند کے تعارف اور دنیا کے مصروفیت میں ظہور اور پذیرائی کو آپ کے سر ”سہرہ“ مانا ہے۔ (ملاحظہ ہو ”تاریخ دارالعلوم دیوبند“)

حضرت الاستاذ حضرت بنوریؒ کے بارے میں ”حضرت امام العصر حضرت شاہ

قدیر زرر -----
صاحب کے مشہور شاگرد ”حضرت مولانا عتیق الرحمن دہلوی“ نے لکھا ہے کہ : علماء دو قسم کے ہوتے ہیں :

(۱) بعض وہ جن کا تعارف کیا جاتا ہے اور پھر پہچانے جاتے ہیں

تا مرد سخن نگفتہ باشد عیب و ہنرش نہفتہ باشد

(جب تک ایک آدمی باتیں نہ کرے تو اس کا عیب اور ہنر چھار ہتا ہے)

(۲) جبکہ دوسرے قسم کے حضرات کے دیکھنے سے ہی علم و جلال دین کی عظمت و کمال

اور اسلامی محاسن کا ایک پُرہجوم نظارہ ان کے وجود سے ہی ہو جاتا ہے۔ اور پھر فرماتے ہیں

کہ حضرت مولانا بنوری مرحوم و مغفور اس دوسرے قبیل کے علماء میں سے تھے

ز فرش تا بقدم ہر کجا کہ می نگرم

کرشمہ دامن دل می کشد کہ جا اینجا است

حضرت مولانا عبدالقیوم حقانی صاحب مدظلہ نے ”بنوری نسبت علماء اور طبقات“

پرا حسانِ عظیم فرمایا کہ انہوں نے ”حضرت اقدس استاذ بنوری“ کی جامع اور حسین حیات

کو علم کے اوراق میں دینیوں سے نکال کر ”خزینوں اور گنجینوں“ کے گراں قدر بازار میں

لے آئے۔

اللہ تعالیٰ نے کچھ حضرات کو یہ توفیق رفیق فرمائی ہے کہ وہ اس قسم کے ”بیش بہا

رجال“ کی قدر و منزلت منوانے کے لئے اپنے ”جوہر تحریر اور شوکت تحقیق“ سے ان کی دل

آویز زندگیوں کو ”منور اور معطر“ دکھاتے ہیں۔

اس کتاب میں حضرت بنوری کے بارے میں جملہ احوال اور تراجم ”مقالات اور

مسودات“ سے لئے گئے ہیں، اس لئے امام العصر کے عظیم شاگرد جو حضرت بنوری سے ایک

سال پہلے حضرت شاہ صاحب سے دورہ حدیث کر کے اعلیٰ نمبروں سے دارالعلوم دیوبند

سے فارغ ہوئے تھے اور حضرت بنوریؒ کے ”بناء مدرسہ اور زمانہ تدریس کے یارِ غار اور یارِ غربت حضرت الاستاذ مولانا لطف اللہ صاحبؒ کو سابقہ تحریرات کے پیش نظر پشاور لکھا، ورنہ الحمد للہ علم کی کائنات میں جہانگیرہ پشاور سے کم نہیں۔ کسی دور افتادہ اور دور دراز علاقہ کے مؤرخ کو ایسا لکھنا از روئے عذر جائز ہے، مگر حضرت مولانا عبدالقیوم حقانی صاحب مدظلہؒ تو جہانگیرہ اور اکوڑہ کی مسافت روز ملاحظہ فرماتے ہیں۔

واضح رہے کہ یہ حضرت مولانا لطف اللہ صاحبؒ کے فرزند ارجمند حضرت مولانا ہدایت اللہ صاحب مرحوم و مغفور کے مضامین کو ”بینات“ میں شائع کرتے وقت لکھا گیا ہے۔ بہر حال پشاور یا جہانگیرہ کی دونوں سے تعارف ہو چکا ہے۔ ”تلیک حاجۃ فی نفس یعقوب قضاہا“۔

حضرت مولانا نے ”جمالِ یوسف“ میں حضرت بنوریؒ کے علوم اور شرح حدیث کے بعض گراں قدر اور علمی مقامات بڑی توجہ سے واضح فرمائے ہیں۔ گویا یہ صرف ایک تاریخی دستاویز نہیں بلکہ حدیثی اور تحقیقی اقدام ہے۔ مثلاً ”علومِ انور شاہ کے شارح“ کے عنوان سے صفحہ ۲۰۸ حضرت بنوریؒ کی معرکہ الآراء کتاب ”معارف السنن شرح ترمذی“ سے جو عبارات نقل فرمائی اور جس حسین پیرائے میں اس کا ترجمہ اور اس کے اہداف متعین کئے وہ ایک علمی اقدام ہے۔ باقی حدیث ”فیحص نفسہ بدعوة دونہم فان فعل فقد خانہم“ صفحہ ۲۱۳ پر ”نفس توجیہ باحسن وجوہ“ نقل فرما کر مسئلہ دعا اہل علم کے لئے جون کاتوں چھوڑ دیا گیا، کیونکہ ”لکل مقام مقام“ زیادہ بہتر ہے۔ بہر حال حضرت الاستاذ حضرت بنوریؒ پر لکھی جانے والی کتب میں حضرت مولانا عبدالقیوم حقانی صاحب مدظلہؒ کی یہ تصنیف ”جمالِ یوسف“ جمالِ کتب ہے۔ حضرت الاستاذ حضرت بنوریؒ اوائل میں ”جمعیت علماء اسلام“ صوبہ سرحد کے امیر رہے ہیں۔ غالباً خان عبدالقیوم

خان کے دور میں سیاسیات کی وجہ سے ہری پور جیل میں نظر بند رہے ہیں۔ اس وقت ان کے استاذ ”شیخ الاسلام حضرت مولانا شبیر احمد صاحب عثمانی“ نے ان کو تسلی و تشفی کا خط لکھا ہے کہ ”یوسف میں ایک کمی تھی یعنی جیل جانا سو وہ بھی پوری ہو گئی“۔

مولانا کی کتاب ”جمالِ یوسف حضرت بنوری کے کمال و جمال اور شانِ جمال کو کیفِ جلالی پر ترجیح کا آئینہ دار ہے۔ جو وسعتِ رحمتی غضبی کے پیش نظر بہت ہی موزون اور دل و دماغ کو مسرور کرنے والی ہے۔ حق تعالیٰ یہ قیمتی کتب اپنی بارگاہ میں قبول فرمائے اور ہمارے بزرگوں کے لئے بہترین ایصالِ ثواب اور حضرت مولانا عبدالقیوم حقانی صاحب کے لئے دونوں جہانوں کا سرمایہٴ عظیم ثابت فرمائے۔ (آمین)

(الاحسن، جمادی الاخریٰ ۱۴۲۶ھ)



تذکرۃ المصنفین المعروف بہ تراجم العلماء

تذکرۃ المصنفین کی ترتیب جدید کمپوزنگ، تصحیح اور طباعت والدی الکریم مولانا عبدالقیوم حقانی صاحب مدظلہ کی سرپرستی میں ہوئی۔ مولانا حقانی نے اس کا عالمانہ فاضلانہ پیش لفظ لکھا۔ پھر القاسم اکیڈمی نے اسے شائع کرایا۔ حضرت الشیخ کا یہ تبصرہ بھی گویا حجاز۔ نات و مطبوعات پر تبصرہ ہے اس لئے شریک اشاعت ہے (مق)

تذکرۃ المصنفین حضرت مولانا مفتی ابوالقاسم محمد عثمان القاسمی فاضل دیوبند کے لائق فائق صاحبزادے حضرت مولانا محمد امداد اللہ قاسمی مدظلہ کے زیر اہتمام اور زیر نگرانی افادہ عام و خاص ہو رہی ہے۔ یہ کتاب مشہور زمانہ فقیہ اور مفتی مولانا مفتی محمد عمر صاحب کے صاحبزادے مفتی محمد عثمان صاحب فاضل دیوبند نے جمع کی۔ مفتی محمد عثمان صاحب علاقہ چھچھ کے باشندے ہیں اور دیوبندی مکتبہ فکر کے محقق عالم اور مانے ہوئے اسراف ہیں، لیکن تصنیف جس سبب سے کی گئی مولانا کی زندگی میں شاید بہت کم لوگوں کو ان کی غزرت علمی اور وسعت اطلاع کی معتد بہ اطلاع ہو۔ کسی نے سچ کہا ہے

مشک آں است کہ خود بوید نہ کہ عطار بگوید

البتہ مفتی محمد عثمان مرحوم کے والد مفتی محمد عمر صاحب مشہور زمانہ منطقی مولانا قطب الدین غرغشتوی کے پائے کے مناظر اور حضرت الشیخ مولانا عبدالغنی صاحب جلالیہ والے کے والد بزرگوار حضرت مولانا سعد الدین صاحب کے پائے کے مناظر اور مدرس جانے جاتے تھے۔ واضح رہے کہ مولانا سعد الدین صاحب محشی بخاری مولانا احمد علی سہارنپوری اور امام الہند مولانا عبدالحی لکھنوی اور حضرت مولانا محمد قاسم صاحب نانوتوی کے براہ راست اور لائق شاگردوں میں سے تھے۔ ان کے علمی لطائف و ظرائف استاذ گرامی قدر

حضرت مولانا عبدالحمن صاحب دامت برکاتہم کو خوب یاد ہیں۔ غالباً مولانا عبدالغنی صاحب کی دوسری شادی جو حضرت مولانا مفتی محمد عمر صاحب کی صاحبزادی اور صاحب تالیف حضرت مولانا مفتی محمد عثمان صاحب کی ہمشیرہ سے طے پا رہی تھی، نکاح کا وقت تھا، متعاقدین کے تعارف میں اب کا ذکر ساتھ ہو یا نہ ہو اس موضوع پر حضرت مولانا سعد الدین اور حضرت مفتی محمد عمر کی بالمشافہ گفتگو نے مناظرانہ رنگ اختیار کیا۔ حضرت مولانا سعد الدین صاحب کا موقف جمہور فقہاء اور محدثین کے نزدیک تعریف کفایت بذکر الالب کا موقف تھا جب کہ بعض شاذ اور شروح کنز وغیرہ اقوال کے مطابق ذکر جد کی ضرورت پر مولانا مفتی محمد عمر صاحب زور دے رہے تھے، غالباً خود ہی مصلحت مجلس کے پیش نظر قابل تسکین بات پر مطمئن ہوئے، نکاح کی بات میں ایسی باتیں مشہور ہیں جیسے بعض علاقوں میں ایجاب و قبول تین دفعہ کی جاتی ہے، جبکہ حکیم الامت مولانا اشرف علی صاحب نے فقہاء امت کی طرف سے فرض کفایہ ادا کرتے ہوئے امداد الفتاویٰ میں لکھا ہے کہ ایجاب و قبول تین دفعہ کرنا مستحب ہی نہیں ہے۔

بہر حال مفتی محمد عثمان صاحب کی کتاب تذکرۃ المصنفین یا تراجم العلماء ایک عظیم دینی خدمت ہے۔ ان کے صاحبزادے ہمارے مخلص دوست مولانا محمد امداد اللہ نے کرم بالائے کرم کرتے ہوئے کتاب منصفہ شہود پر لا کر کراچی میں کبار علماء کی زیر نگرانی وزیر اشرف اس کے شکر و سپاس کی مجلس منعقد کی۔ حسن اتفاق سے اس عاجز کو بھی اس مجلس میں شریک ہونا پڑا اور کتاب کے متعلق اظہار رائے کرنے کی سعادت نصیب ہوئی۔

حق سبحانہ و تعالیٰ اس کتاب کو حضرت مؤلف اور ان کے والد ماجد حضرت مولانا مفتی محمد عمر کے لئے بہترین ذخیرہ آخرت بنائے۔ جبکہ عزیزم مولانا محمد امداد اللہ قاسمی کے لئے علوم و فنون اور دین و دنیا کی ترقیات کا فتح الباب بنائے۔ (الاحسن، صفر المظفر ۱۳۲۷ھ)



حقانی تبصرے

محترم و مکرم حضرت مولانا عبدالقیوم حقانی صاحب دامت برکاتہم العالیہ صداقتِ صحافت اور تحقیقِ علم اور معراجِ تالیف و تصنیف کے شہسوار ہیں۔ مولانا کی سینکڑوں قیمتی تحریرات حضراتِ علم اور اربابِ دانش سے دادِ تحقیق لے چکی ہیں۔

”ماہی باول برتکم یا آل ابی بکر“۔

حال ہی میں انہوں نے ملک اور بیرون ملک اکابر کے جواہر تصانیف پر جو تبصرے فرمائے ہیں پڑھنے والے بادہ پیاؤں پڑا احسان کر کے انہوں نے خود اپنی اکیڈمی کی طرف سے اسے یکجا کر کے ماہنامہ القاسم کی سوغاتِ علم و قلم کے طور پر اپنے قارئین اور قدر دانوں کے لئے ”حقانی تبصرے“ کے نام سے شائع فرمایا ہے۔ کتاب کیا ہے ”و خیر جلیس فی الزمان کتاب“ کا مصداق ہے۔ تبصرے کیا ہیں، علم و عمل کی چاشنی اور حلاوت سے بھرپور علمی اور تحقیقی طعام اور غذا ہیں۔ انتخاب کی سیادت و زیادت، خوشنما طباعت، دیدہ زیب ٹائٹل، بروقت پیشکش یعنی ایک ایسا گلدستہ ہے جس کی خوشگوار اور خوشنودی مہک سے مجالسِ علم اور کائناتِ تحقیق کشتِ زعفران کی فضاء اور اسماءِ محسوس کرتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ حضرت مولانا کی عمر، علم، عمل، تحقیق اور ترسیل جیسی عنایات میں مزید برکت اور نصرت شامل حال فرمائیں اور خلقِ خدا کو ان سے مستنیر اور مستفیض ہونے کی توفیق عطا فرمائیں۔ (الاحسن، رجب المرجب، شعبان المعظم ۱۴۲۸ھ)

.....☆☆☆.....

شاہ کونین صلی اللہ علیہ وسلم کی شہزادیاں

حضرت مولانا عبدالمعبود صاحب محقق مصنف ادیب مؤرخ اور سیرت نگار ہیں۔ ”شاہ کونین صلی اللہ علیہ وسلم کی شہزادیاں“ ان کی شہ کار تصنیف ہے۔ حضرت مولانا عبدالقیوم حقانی نے اپنے پیش لفظ کے ساتھ القاسم اکیڈمی سے اسے شائع کیا ہے۔ اسی مناسبت سے اس پر حضرت الشیخ کا تبصرہ بھی شریک اشاعت ہے..... (مق)

حضرت مولانا عبدالمعبود صاحب دامت برکاتہم ملک کے مشاہیر علماء اور محققین مؤرخین میں سے ایک ہیں۔ مولانا کی کائناتِ قلم سے متعدد قیمتی کتابیں شائع ہو چکی ہیں اور ہر کتاب اپنی جگہ ایک وزنی اور بیش بہا حیثیت کی حامل ہے۔ حال ہی میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی صاحبزادیوں کے تراجم اور احوال میں ایک بسیط کتاب لکھ ڈالی جس کا نام ہے ”شاہ کونین صلی اللہ علیہ وسلم کی شہزادیاں“ مولانا نے چونکہ دنیائے صحافت میں پہلے سے اپنا ایک مقام منوایا ہے، اس لئے صحافتی قلم رو میں یہ کتاب لانظیر اور کافی حد تک منضبط نظر آتی ہے، باقی جن ابحاث کی شرح کی ضرورت تھی مثلاً آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی بنات میں سے بعض کا مشرکین سے نکاح کی شرعی وجہ اور ان نکاحوں کا برقرار رہنا اور اس کی علت وغیرہ ابحاث بھی ضروری تھیں۔ نیز لفظ ”فاطمہ“ کہ آیا دودھ چھوڑنے والی یا ماں فوت ہونے کی وجہ سے ”فاطمہ“ نام پڑ گیا، اور بخاری اور نسائی کی حدیث ”بئست الفاطمة“ وغیرہ کا حل اور جواب، شاہ کونین صلی اللہ علیہ وسلم کی صاحبزادیوں کے ضمن میں بطور تطبیق سہی، مگر دیا جاسکتا تھا۔ ہم حضرت مولانا عبدالمعبود صاحب سے توقع رکھتے ہیں کہ وہ آئندہ بعض قیمتی مباحث پر توجہ فرمائیں گے ”تلك حاجة في نفس يعقوب قضها“۔ (الاحسن ذوالحجہ ۱۴۲۷ھ)

جمال انور

(تذکرہ وسوانح علامہ انور شاہ کشمیری)

ملک کے ممتاز دانشور، صاحبِ قلم، مفکر، منفرد طرز کے مصنف حضرت مولانا عبدالقیوم حقانی صاحب دامت برکاتہم نے روئے زمین کے دریائے علم اور آفتاب و ماہتاب حدیث حضرت مولانا محمد انور شاہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ کی سوانح ”جمال انور“ کے نام سے مرتب فرمائی ہے۔

حضرت مولانا عبدالقیوم صاحب حقانی مدظلہ کا نام گرامی ہی کسی تحریر یا تحقیق کے لئے ایک دستاویزی حیثیت رکھتا ہے، مولانا اپنی تحقیقی جولانیوں اور حسین صحافت کی بلندیوں سے پہچانے جاتے ہیں۔ آپ دین و دنیا کے علوم و فنون پر اور ان کے شناوروں پر عقیدت بھرا قلم اٹھا چکے ہیں اور اکثر موضوعات کو مثالی حد تک پہنچایا ہے۔ ایک ایسے شاہسوار تصنیف و تحقیق کی عقیدت بھری ادائیں اور جامع صلاحیتیں جب وقت کے ابوحنیفہ اور اپنے زمانے کے بخاری جو بعض توجیہات اور تطبیقات میں اگر محقق علی الاطلاق ابن الہمام سے اور حافظ الحدیث ابن حجر عسقلانی سے یا شارح بخاری حافظ بدر العینی سے زیادہ نہیں تو کم بھی نظر نہیں آتے ”وہذا لایخفی علی من له ملکہ راسخۃ فی معادن تحقیق امام العصر الشیخ محمد انور شاہ کشمیری رحمہ اللہ تعالیٰ“۔ البتہ کچھ ضرورتیں اس میدان کی رہتی ہیں، جن کی طرف اگر توجہ کی جاتی تو نور علی نور ہوتا۔ مثلاً حضرت اقدس شاہ صاحب کا سادات میں سے ہونا یہ مسئلہ سب سے پہلے خان کابلی نے ”حیات بخاری“ میں اور پھر عبدالرحمن کوندو نے ”الانور“ میں اٹھایا ہے، مگر

حضرت اقدس امام العصر مولانا محمد انور شاہ صاحب کی کائناتِ علم میں سب سے معروف شاگرد استاذ گرامی قدر حضرت بنوریؒ نے ”فحیہ العنبر“ میں یا کسی تصنیف میں بھی حضرت شاہ صاحب کے نام کے ساتھ ”سید“ کا لفظ نہیں لکھا ہے۔ اہل علم جانتے ہیں کہ حضرت بنوریؒ کا اپنے شیخ شاہ انور شاہ سے تعلق ایسا تھا، جیسے حضرت ابو ہریرہؓ کا بارگاہِ نبوت سے تھا، رہ گئی یہ بات کہ بڑے بڑے اکابر جیسے پاکستان کے شیخ الاسلام حضرت مولانا شبیر احمد عثمانیؒ اور بعض دیگر حضراتِ علم نے حضرت کے نام کے ساتھ سید لکھا ہے تو ”مجمع البحار“ میں علامہ طاہر پٹیؒ نے بڑے علماء کے ساتھ سید النحاة اور سید المناطقہ، سید الفقہاء وغیرہ اور اوصاف والقاب کی اجازت دی ہے۔ نیز حضرت شاہ صاحب نے دارالعلوم دیوبند جانے سے پہلے ”تھا کوٹ“ ضلع ہزارہ جو ۱۸۰۶ء سے پہلے کشمیر میں شامل تھا، میں حضرت مولانا فضل خالق صاحب سے کسب فیض فرمایا تھا۔ حضرت مولانا فضل خالق صاحب کون تھے؟ ان کا نسب حسب اوائل و اواخر معلوم کرنا حضرت شاہ صاحب کی مناسبت سے حضرت مولانا حقانی صاحب دامت برکاتہم کے لئے آسان تھا تا کہ ہم جیسے بے بہراؤں کو مزید روشنی ملتی ے

کچھ راز بتا ہم کو بھی اے چاکِ گریباں

اے دامنِ تر اشکِ رواں زلفِ پریشاں

بقول سید سلیمان ندوی مرحوم : حضرت امام العصر مولانا محمد انور شاہ صاحب کی

مثال اس سمندر کی تھی جس کی اوپر کی سطح خاموش ہو اور اندر سے قیمتی لعل و جواہرات بھرے

ہوئے ہوں۔ (یاد رفتگان)

اس طرح حضرت کی سوانح نگاروں کے لئے بھی بحر بیکراں میں غوطہ زنی کارِ گراں

اور کارِ مبارک ہے۔ اللہ مولانا عبدالقیوم حقانی صاحب کی یہ کوشش قبول فرمائے اور ان کے

لئے کونین کی سعادتوں کا عظیم سرمایہ بنائے۔ (آمین) (الاحسن ذوالحجہ ۱۴۲۷ھ)

.....☆☆☆.....

فتاویٰ حقانیہ

رأس الاتقیاء شیخ الحدیث حضرت مولانا عبدالحق صاحب نور اللہ مرقدہ
کے زیر نگرانی فتاویٰ کا مجموعہ

جامعہ دارالعلوم حقانیہ پاکستان کا دیوبند ثانی اور مولانا عبدالقیوم حقانی کی ماور علمی ہے۔
”فتاویٰ حقانیہ“ پر تبصرہ پوری حقانی برادری کے لئے عزت و افتخار ہے۔ خیر و برکت کے
لئے حضرت الشیخ کا ”فتاویٰ حقانیہ“ پر تبصرہ بھی شریک اشاعت ہے (مق)

دارالعلوم حقانیہ کی خیر و برکات ان گنت اور بے شمار ہیں کیونکہ یہ خدائی جماعت
ہے اور خدا تعالیٰ نے ان کو ایمان و عمل کے جملہ میادین میں مثالی اور لائٹانی عزت و وقار
نصیب فرمایا ہے۔ دارالعلوم دیوبند کے مسلک کے ترجمان ادارے ہندو پاکستان میں بے
شمار ہیں، حق تعالیٰ ان کو روز افزوں رکھے، ان میں بعض مدارس خود دیوبند کا نمونہ اور
کامیاب وارث مجسم بن کر شجر طوبیٰ کی طرح مثمر اور سایہ دار ہیں۔ ان میں دارالعلوم حقانیہ
اکوڑہ خٹک صوبہ سرحد بھی ہے جس کے بانی اور روح رواں شیخ العرب والعجم شیخ الاسلام صدر
المدرسین دارالعلوم دیوبند حضرت مولانا سید حسین احمد مدنیؒ کے نقشِ ثانی شیخ الحدیث
حضرت مولانا عبدالحق صاحبؒ تھے۔ موصوف کی جامع علمی اور عملی بلندیوں کی آئینہ دار
حیاتِ جاوداں پر قدردانوں کے مجلدات آچکے ہیں۔ دارالعلوم کا ہر دن اور ہر مہینہ بلکہ ہر

گھڑی اور ہر سانس اور اس کا ذرہ ذرہ روح اور ایمان کو حلاوت و لذت عظمت اور حسن پہنچانے کا حامل ہے۔ حال ہی میں دارالعلوم نے نصف صدی سے زیادہ قیمتی اوقات اور گراں قدر لمحات کے زاویوں میں جن محققین فقہاء اور مفتین نے حضرت شیخ الحدیث کے تحت الاشراف اور حسب الدعوات افتاء کا عظیم منصب نبھایا ہے ان کا گراں قدر فتاویٰ کمال تحقیق احسن ترتیب اور دیدہ زیب طباعت سے آراستہ پیراستہ ہو کر منصہ شہود پر آچکا ہے۔

چھ ضخیم جلدوں پر اسلامی فقہ کا یہ انسائیکلو پیڈیا اور حنفی فقہ کا برہان مسلم اور مسلک دیوبند کے میزانِ حق و رشد کو منوانے والا یہ فتاویٰ تھوڑے ہی عرصے میں جامعہ طباعت سے آراستہ ہو کر اہل علم سے شکر و سپاس اور دادِ تحقیق لے چکا ہے۔ مجھے خوشی ہے کہ میرے محسن و مخدوم یادگار سلف اور فخر الخلف زعیم ملت حضرت مولانا سمیع الحق صاحب کی خصوصی توجہات کا یہ حامل دائرۃ المعارف بہت تھوڑے عرصے میں سابقہ فتاویٰ کی طرح صفِ اول میں اپنا مقام پیدا کر چکا ہے۔ مولانا موصوف نے کرم بالائے کرم کرتے ہوئے سب سے پہلے جن دوستوں کو اور علماء اور فقہاء کو یہ سوغاتِ علم ارسال فرمائی ہے، اس میں اس عاجز اور فقیر کا نام ہی شامل ہے، ورنہ ”من آنم کہ من دانم“۔

مجھے یہ بھی خوشی ہے کہ میرے عزیز نونہال فقہ اور افتاء مولانا مفتی مختار اللہ حفظہ اللہ نے اس پر جو ہر شباب اور بہترین صلاحیتیں صرف کر کے کتاب کی ترتیب تدوین اور حسن طباعت میں معراجِ ترقی تک پہنچانے کی محمود کوششیں فرمائی ہیں۔ حق تعالیٰ اس عظیم اور مقتدر فتاویٰ کو دارالعلوم حقانیہ کے لئے اولاً اور پوری امت کے لئے ثانیاً فقہ اسلام اور منہج اسلاف کا ترجمان اور آئینہ دار ذخیرہ کاملہ ثابت فرمائے۔ فتاویٰ کا طریقہ قدیم فتاویٰ کے طرز پر ہے اور عموماً سوالات جو ابات درج ہیں جبکہ زمانہ حال کے اردو فارسی فتاویٰ میں مفتی اور مستفتی کا نام بھی ہوتا ہے

ع ہر گلے رارنگ و بوئے دیگر است

کتاب میں بعض فتاویٰ مرجوح اور متروک بھی درج ہیں، کہیں کہیں قول مختار اور مفتی بہ اقوال کو چھوڑ کر غیر مفتی بہ پر فتویٰ صادر کیا گیا ہے اور یہ سب کچھ میدانِ علم کے شہون و شان ہے۔ بعض مفتیوں کے شنیع اقوال اور خلافِ اُمت فتاویٰ سے بکمال اجتناب کیا گیا ہے۔ یہ ترتیب اور تدوین کے حضرات کا خصوصی احسان ہے۔ مثلاً دارالعلوم کے ایک بزرگ تین طلاق کے مغلظہ کو ظاہر یہ اور حشو یہ کی طرح بغیر حلالہ شرعیہ کے فقط تجدید نکاح سے جواز کا فتویٰ دیتے تھے۔ جو قرآن و سنت اجماع اُمت اور ائمہ اربعہ کے متون اور اعمال اور مفتی بہ اقوال سے سراسر انحراف ہے۔ میرا اس سلسلے میں وہاں کے بعض مرتکبین سے تحریراً مکالمہ ہو چکا ہے، جس میں سوائے ضد اور عناد کے کچھ بھی نہیں تھا۔

حضرت الاستاذ فخر الاقران حضرت مولانا عبدالرحمن صاحب دامت برکاتہم کی زبانی معلوم ہوا تھا کہ حضرت شیخ الحدیث مولانا عبدالحق صاحب نے مرتکب مفتی کو طلب کر کے پوچھا اور جب انہوں نے اپنے ایک استاد کی رائے پر اس قول کا انحصار بتایا تو حضرت والا چونکہ جمہور کے جانشین اور حق کے داعی اور ترجمان تھے، اس لئے فرمایا کہ آپ اپنے اور اپنے استاد کی رائے سے ہٹ کر دارالعلوم کا فتویٰ جمہور علماء اور موقوف دیوبند کے مطابق صادر کیا کریں۔

مجھے دُکھ کے ساتھ لکھنا پڑتا ہے کہ حضرت شیخ الحدیث کی اس تاکید اور بروقت منہج صحیح اور ارشاد کے باوجود موصوف اپنے زلیغ اور فسادِ تحریر پر قائم رہے۔ صوبہ سرحد کے اکابر علماء جیسے جامع المعقول والمنقول حضرت مولانا احمد اللہ صاحب دامت برکاتہم اور محدث سرحد حضرت مولانا محمد حسن جان صاحب مدظلہ کو بھی میں نے ان کے اس اقدام اور

ارتکاب سے آگاہ کیا تھا تا کہ مسلمانانِ سرحد دارالعلوم کے دامن میں اس قسم کے زلیغ و ضلال سے محفوظ رہیں۔ خدا کا شکر و کرم ہے کہ جہاں تک میں نے نظر ڈالی اور تحقیق و تجسس کیا تو فتاویٰ حقانیہ اس قسم کی خطیبات اور شطحیات سے کافی حد تک محفوظ رہا ہے۔ اللہ تعالیٰ اس جلیل القدر خدمت کو قبول فرمائے اور دارالعلوم کے عز و شرف کے لئے معراجِ ترقیات ثابت فرمائے۔ (آمین)

(الاحسن، ختم بخاری نمبر ۱۴۲۶ھ)



حیاتِ علم کے روح پرور اور اہل حق کی آن بان

گرامی قدر محترم مکرم حضرت مولانا عبدالقیوم حقانی دامت برکاتہم حیاتِ علم کے روح پرور اور علوم و مقامات کے زندہ تابندہ اعجاز اور اہل حق کی آن بان ہیں۔ حال ہی میں جامعہ عربیہ احسن العلوم کی طرف سے ماہنامہ الاحسن کا اجراء ہوا ہے، جس کا پہلا شمارہ حضرت کی خدمت میں پہنچتے ہی حضرت نے علم پروری، دوست داری، اصاغر نوازی اور ایسے قیمتی مہمات پر اپنوں کو آمادہ کرنے اور ان کی ہمت افزائی اور دل بستگی کے لئے ایک انمول سبق کی حیثیت سے انقلابی مکتوب جو حضرت کے مسرت قلب، فرحت دماغ اور بشاشت طبع کا ساہکار ہے، لکھا ہے۔ مولانا کا وہ خط اپنے علمی جولانیوں اور موقع نصائح اور مستجاب دعاؤں کے ساتھ ماہنامہ الاحسن کے قارئین کو شریک اجر و ثواب کونے کے لئے قیمتی سوغات کے طور پر پیش کرتے ہیں۔ حضرت کے حق میں دعا اور ان کے احسان کا شکر بجالاتے ہیں۔

اس چینی می روئی کہ زیبائی روی (شیخ الحدیث مولانا مفتی محمد زرولی خان)

مخدوم و مکرم و برادر معظم شیخ الحدیث حضرت مولانا مفتی محمد زرولی خان صاحب مدظلہ العالی
السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ !

ماہنامہ الاحسن موصول ہوا۔ نقشِ اول اس قدر عمدہ شاندار جامع اور ہمہ جہتی
خوبیوں کا حامل ہے تو مستقبل تو یقیناً روشن اور عظیم تر ہے، وللاخرة خیر لک من الاولی۔
دارالتصنیف کا افتتاح اور مسائل کا فقہی حل بالاستیعاب پڑھے، دل سے
دعائیں نکلیں، اللہ خیر و برکت اور علم و معرفت کے اس بحرِ ناپیدا کنار کو نظر بد سے بچائے،
ماہنامہ القاسم میں بھی تبصرہ و تعارف چھپے گا، خدا کرے کہ یہ نوزائیدہ علمی جریدہ، جامعہ عربیہ
احسن العلوم کی عظمتِ شان اور رفعتِ مقام کے شایانِ شان چھپتا رہے اور پورے عالم کو

اپنی علمی ضیاء پاشیوں سے منور کرتا رہے۔ تین کتابیں برائے تبصرہ بھیج رہا ہوں مگر ہدیہ تبریک پیش خدمت ہے۔ مرداں چنیں مے کنند۔

لیس الفتی من یقول کان ابی

بل الفتی من یقول ها انا ذا

نوجوان اور بہادر وہ نہیں جو کہے کہ میں فلاں کا بیٹا ہوں بلکہ جوان اور بہادر وہ

ہے جو کہے یہ میں ہوں اور یہ میرا کردار ہے۔

(۱) اسلامی آداب زندگی

(۲) حضرت مدنیؒ

(۳) کشکول معرفت

عبدالقیوم حقانی

۳ ربیع الاول ۱۴۲۶ھ (ماہنامہ الاحسن ربیع الثانی ۱۴۲۶ھ)

.....☆☆☆.....

اعترافِ عظمتِ مقام پاکستان کے شیخ زاہد الکوثری

محترم و مکرم حضرت مولانا عبدالقیوم حقانی صاحب دامت برکاتہم العالیہ
بانی القاسم اکیڈمی جامعہ ابو ہریرہ خالق آباد نوشہرہ سرحد

ملک کی عظیم دینی شخصیت اور تحریر و تحقیق کے میدان کے شہسوار، اکابر علماء دیوبند جو کہ حقیقی اہلسنت والجماعت اور طاقت منصورہ ہیں کی حقانیت اور صداقت کے ترجمان اور مسلکِ حق، مذہبِ حنفی کے ہر اول دستے کے سپہ سالار ہیں، اور کیوں نہ ہوں جبکہ آپ اپنے وقت کے شیخ الحدیث، جامع الشریعت والطریقت، شیخ الحدیث حضرت مولانا عبدالحق صاحب بانی دارالعلوم حقانیہ اکوڑہ خٹک کی صحبت گوہر بار سے امتیاز کے ساتھ بہرہ ور ہوئے۔ مولانا تحریر و صحافت کے بے مثال اور منفرد مقام کے حامل ہیں، ائمہ احناف اور اکابر علماء دیوبند کے سوانح اور مقامات حیات و ممات، بلکہ اطراف شعور اور عالم ناسوت میں ان کی دینی ضرورت اور دنیاوی سجاوٹ کی تعیین اور تبیین میں اگر پاکستان کے شیخ زاہد الکوثری مانے جائیں تو یہ مولانا کے دینی مقام اور جلیل القدر خدمات اور اپنے اکابر و اسلاف کے ساتھ حسن عقیدت بلکہ کامل اتباع اور فرط تقدس کا مظہر ہوگا۔ مولانا نے بے شمار کتابیں جو کہ ہر ایک دین و تحقیق کے میدان میں ایک مقام رکھتی ہے تحریر فرمائی ہیں۔ ان کا مزاج ہے کہ وہ اوروں کو بھی عقبہ پر چڑھانے کی ہمت افزائی کرتے ہیں۔

چنانچہ کچھ عرصہ قبل مجھ عاجز و فقیر کو تحریر و تصنیف کی طرف ایسی ترغیب اور پُر زور دعوت دی جو بجائے خود احسانِ عظیم کا مرحلہ تھا، مگر میں نے اپنی افتادگی طبع آزماتے ہوئے مولانا کی ترغیب اور تشویق برائے تصنیف کا ایک جواب لکھا، جس کا مولانا نے حد درجہ قدر و احترام کیا، اور مزید پذیرائی اور کرم بالائے کرم کا ثبوت دیتے ہوئے اپنے موقر ماہنامہ القاسم میں شائع کیا۔ اور اس پر اس عاجز و فقیر کے لئے جو القاب و اوصاف درج فرمائے، وہ حقیقت میں ان کی صفائی باطن اور اصاغر نوازی کا مظہر اتم^۱ تھے۔ گویا جامعہ کے دارالتصنیف اور ماہنامہ الاحسن کے اجراء میں بھی حضرت حقانی صاحب کی ترغیب اور بروقت بزرگانہ مشاورت دستِ بیضاء کی طرح نمایاں ہے، عالمِ ناسوت میں جب تک یہ خدمت جلوہ گر رہے گی، مولانا موصوف کا آفتاب و ماہتاب علم و سپاس جگمگاتے رہیں گے۔ حال ہی میں حضرت کی تین کتابیں برائے تبصرہ موصول ہوئی ہیں اور یہ الاحسن کے وجود کے بعد پہلا تبصرہ ہوگا۔ اس میں بھی حضرت والا سابق الغایات ثابت ہوئے ہیں۔

فلهم الاجر والثواب عند الله الوهاب۔

(ماہنامہ الاحسن ربیع الثانی ۱۴۲۶ھ)

۱: حضرت الشیخ مولانا مفتی محمد زولی خان مدظلہ کی یہ تحریر اس کتاب کے صفحہ ۴۳ پر ملاحظہ فرمائیں۔

سوانح شیخ الاسلام

حضرت مولانا سید حسین احمد مدنیؒ

شیخ الاسلام، شیخ العرب والعجم، صدر المدرسین دارالعلوم دیوبند حضرت مولانا سید حسین احمد مدنیؒ اپنے زمانے کے امام اور مقتداء تھے۔ آپؒ کی گونا گوں آیاتِ بینات اور جلیل القدر خوارقِ عادات، علم و عمل کے بزرگ تر مقامات اس قدر کثیر ہیں کہ میری دانست میں اب تک سو سے زیادہ چھوٹی بڑی کتابیں آپؒ کی زندگی مبارک پر شرف تالیف حاصل کر چکی ہیں۔ برادر بزرگ حضرت مولانا عبدالقیوم حقانی صاحب نے بھی فاضلانہ قلم و سبیح تحقیق، متنوع علوم، تاریخ اسماء الرجال سے قابل قدر واقفیت اور اکابر شناسی کے بے مثال جذبے سے انہوں نے حضرت شیخ الاسلام پر یہ منفرد تحقیق اور تصنیف فرمائی ہے۔ میں سمجھتا ہوں کہ اب تک لکھی جانے والی اس موضوع کی تمام کتابوں کا غطر اور خلاصہ ہے۔ جیسے کا ملین دریائے علم کو کوزہٴ ادب میں جمع فرماتے ہیں :

فلله درّه جمع البحر فی الكوز۔

(ماہنامہ الاحسن، ربیع الثانی ۱۳۲۶ھ)

.....☆☆☆.....

کشکولِ معرفت

اس کتاب میں شیخ الاسلام حضرت مولانا حسین احمد مدنی صاحبؒ کے مایہ ناز شاگرد اور ان کے علوم و اعمال کے سچے وارث اور حضرت شیخ الاسلام کے نالہ نیم شب بلکہ لیل و نہار کے جملہ حدائق اور دقایق، آہ و بکاء، سوز جگر، درد دلآویز منجات بدرگاہ قاضی الحاجات کے تذکار مولانا قاضی زاہد الحسینیؒ کی مکتوبات مبارکہ جمع فرمائی ہیں جو بجائے خود عوام و خواص کو علمی خزانے بخشنے اور عند اللہ صدقہ جاری کرنے کا عمل خیر ہے۔ حضرت قاضی صاحب اپنے شیخ حضرت شیخ الاسلامؒ کے کامل پرتو اور ان کی حیات مبارکہ کا آئینہ دار بلکہ ہر طرح رہبر و ترجمان تھے۔ اس لئے حضرت شیخ الاسلام کی سرائخ کے ساتھ حضرت قاضی صاحب کے مکتوبات کا جمع خیر الجمع کا منظر پیش کرتا ہے.....

میں نے پوچھا پھول سے اے خوبرو
تو کہاں سے لے اڑایا رنگ و بو
ہنس کے بولا کچھ نہ سمجھا اب بھی تو
اس کو عکس سمجھو یا سمجھو ہو بہو

(ماہنامہ الاحسن، ربیع الثانی ۱۴۲۶ھ)



اسلامی آدابِ زندگی

حضرت مولانا عبدالقیوم حقانی صاحب کی (مرسلہ کتب میں سے) تیسری گراں قدر خدمت محترم محمد منصور الزمان صدیقی کی تحریر کردہ اسلامی آدابِ زندگی پر چھیالیس (۴۶) صفحات پر مشتمل طویل مقدمہ جو کتاب کے لئے تحقیقی دستاویز اور شہادت اور سند کا درجہ رکھتا ہے اور پھر اپنے ادارے القاسم اکیڈمی سے نشر و اشاعت اٹھا پر مستزاد۔ مولانا چونکہ صحافت کے بے تاج بادشاہ ہیں، وہ جس موضوع پر قلم اٹھاتے ہیں اس کے ظاہر و باطن پر سیر حاصل کلام فرماتے ہیں، جس سے کتاب کے لعل و جواہر جو پہلے درجہ منتشرہ کی طرح بکھرے پڑے ہوں، ایک خوبصورت لڑی میں پرو کر قارئین کو تحفہٴ بیش بہاء اور نگینہٴ آبدار کی طرح پیش فرماتے ہیں۔ تینوں کتابیں نور السرور اور نور علی نور کے معدن بیش بہاء ہیں، حق تعالیٰ قبول فرمائے، جن اکابر اور بزرگوں کی حسین یادوں کا یہ مبارک سلسلہ ہے، اللہ تعالیٰ ان کے درجاتِ عالیہ کا باعث بنائے اور حضرت مولانا عبدالقیوم حقانی مدظلہ کے لئے بہترین ذخیرہٴ عمل شافع اور مشفع اور دونوں جہاں کے لئے نہایت سود مند ثابت فرمائے اور امت کے قدردانوں کو اس شربتِ شریں اور ماءِ سلسبیل سے سیراب اور متمتع ہونے کی توفیق عطا فرمائے۔

(ماہنامہ الاحسن، ربیع الثانی ۱۴۲۶ھ)



زاد الفقیر اردو شرح نحو میر

علم نحو علوم کی جڑ ہے اور عربیت کی جان ہے، اس کی مہارت اور دستگاہی آگے علوم و فنون کے لئے فتح الابواب والخرائن ہے۔ نحو میر دینی درسگاہوں میں مبادی علوم کے طور پر شایان شان طریقوں سے پڑھائی جاتی ہے اور جیسا کہ مشہور ہے کہ اصل علم چھوٹی کتابوں میں ہے۔ اس لئے اس کے پیش نظر اساتذہ صرف اور نحو کی ابتدائی کوشش میں غیر معمولی محنت اور دلچسپی سے پیش آتے ہیں۔ چنانچہ نحو میر کی کئی ایک کامیاب شروح لکھی گئی ہیں جس میں بدر منیر بہت مشہور ہے۔ حال ہی میں حضرت مولانا امین الحق صاحب گستونی کے فوائد نحو میر ان کے وفادار برخوردار محمد طاہر شاہ حقانی نے زاد الفقیر کے نام سے اکٹھے کئے ہیں۔ کتاب نحو میر کی مناسبت سے ضخیم ہے اور تقریباً ۳۰۰ سے زائد صفحات پر مشتمل ہے، اگر ابتداء سے طلباء نحو، استاذ کی نگرانی میں نحو میر کے لئے فارغ اوقات میں اس کا مطالعہ رکھیں تو بہت کارآمد ہوگا ورنہ.....

در نحو محو گشتی نہ شناختی خدا را

در صرف صرف کردی عمر عزیز یارا

کا نقشہ ہوگا۔ اللہ تعالیٰ اس عظیم کاوش کو حضرت مولانا امین الحق اور عزیز محمد طاہر شاہ کے ثبات علی الہدایت اور مغفرت کا سبب بنائے۔

(ماہنامہ الاحسن، ربیع الثانی ۱۳۲۶ھ)



المصنفات فی الحدیث

محترم و مکرم حضرت مولانا محمد زمان صاحب کلاچوی جو محدث العالم شیخ الحدیث حضرت مولانا محمد یوسف بنوریؒ کے تحت الاشراف ان کی جامعہ میں مصنفات فی الحدیث پر کام کر چکے ہیں اور حضرت بنوریؒ نے تحریراً و تقریراً اس پر رضامندی ظاہر فرمائی۔

کتاب میں اہم اور مہم مسائل کے علاوہ حدیث اور اصول حدیث اور مصنفات فی الحدیث سے متعلق بیش بہا ابحاث ہیں۔ کتب متداولہ بخاری، مسلم، ترمذی وغیرہ پر بھی غرر نقول اور جواہر الاصول مولانا کے قلم رساں اور ذوق سلیم کے آئینہ دار ہیں۔ مولانا محمد زمان صاحب علماء کے عموماً اور محدثین کے خصوصاً اور بنوری المسلك حضرات اخص الخواص شکر یہ اور سپاس کے مستحق ہیں، جن کے سیال قلم کے احسان اور امتنان کے نتیجے میں اتنا بڑا علمی ذخیرہ منصفہ شہود پر آیا ہے۔ برادر بزرگ مولانا عبدالقیوم حقانی، جو پاکستان کے کوثری ہیں، بھی تحسین و آفرین کے لائق ہیں، جن کے عمدہ پیش لفظ دیدہ زیب طباعت اور حسین عناوین کے ساتھ علم حدیث کا یہ گراں قدر گنجینہ ہم جیسے طلباء کو بہ آسانی نصیب ہوا۔

تاہم کتاب میں بعض ملاحظات بھی ہیں مثلاً :

(۱) آغاز کتاب خداوند تعالیٰ کی حمد و ثناء کے بجائے درود شریف سے ہے، جبکہ ترمذی کی صحیح احادیث میں پہلے حمد و ثناء پھر درود کا تذکرہ ہے۔ اس لئے ہمارے اکثر علماء اور امت محمدیہ کے جماہیر آج تک اس کا اہتمام کرتے چلے آئے ہیں، کچھ عرصے سے بعض تبلیغی اور کچھ کچے رنگ کے علماء دعا وغیرہ درود شریف سے شروع کرتے ہیں جو کہ خلاف

سنت اور صحیح حدیث کے خلاف ہے۔

(۲) بنوری ٹاؤن میں مولانا نے ہمارے استاذ مولانا اور لیس میرٹھی کے تحت الاشراف یہ مقالہ مکمل فرمایا تھا، اور وہ لکھتے ہیں کہ ۱۹۶۳ء کے اواخر میں تخصص فی علوم الحدیث کے شعبے کی داغ بیل ڈالی گئی یعنی مولانا اور لیس میرٹھی کے زمانے میں (المصنفات ص: ۳۲) جبکہ تخصص فی الحدیث کی داغ بیل اس سے بہت پہلے حضرت بنوری نے حضرت مولانا لطف اللہ صاحب جہانگیروی کے تحت الاشراف ڈالی تھی اور حضرت بنوری فرماتے ہیں کہ ”ان کے جانے کے بعد مجھے اس شان کا عالم نہیں ملا اس لئے میں نے تخصص فی الحدیث ختم کر دیا“۔ غالباً مولانا محمد زمان صاحب کو ان خزینوں کا ادراک نہ ہوا ہوگا یا انہوں نے اختصار سے کام لیا۔

(۳) مصنفات حدیث پر کلام کرتے ہوئے مشہور زمانہ مبتدع ابوالخطاب عمر دجیہ کلبی اندلی کی کتاب التنویر فی موید السراج المنیر پر کلام کرتے ہوئے مولانا نے ان کا ذم بہت اختصار سے کیا۔ (ص: ۴۱۶) جبکہ میلاد کی بدعت ایجاد کرنے کی وجہ سے اور بادشاہوں کو برگشتہ کرنے کی وجہ سے یہ شخص محدثین اور مورخین کے یہاں حدیث مطعون اور لائق ملامت رہا ہے۔

اند کے پیش تو گفتم غم دل ترسیدم

کہ دل آزرده شوی ورنہ سخن بسیار است

بہر حال مصنفات فی الحدیث اس زمانہ کی یادگار کتاب ہے اور نادر العلوم اور فرید

الفوائد کا ایک عظیم خزانہ ہے، اللہ تعالیٰ حضرت مولانا محمد زمان صاحب مدظلہ کی اس کوشش کو

کامیاب فرمائیں اور طالبان حق اور علم حدیث کو مولانا اور ان کی کتاب کی قدردانی کی

توفیق نصیب فرمائیں۔

”المصنّفات فی الحدیث“ والدی الکریم مولانا عبدالقیوم حقانی کے استاذ خاص و محسن، حضرت العلامة مولانا محمد زمان صاحب کی وقیع تالیف ہے اور حضرت والد صاحب نے اپنے استاذ کے علوم و معارف کی اشاعت و فروغ اور علوم حدیث کی ترویج کے جذبے سے اسے شائع کیا ہے۔ اس لئے مناسب یہی ہے کہ المصنّفات کے مزید تعارف کے لئے حضرت حقانی صاحب کے پیش لفظ کا ایک اقتباس بھی شریک ہذا کر دیا جائے تاکہ نفع عام اور تام ہو..... (مق)

الحمد لحضرة الجلالة والصلوة والسلام على خاتم الرسالة

وَجَعَلْنَا مِنَ الْمَاءِ كُلَّ شَيْءٍ حَيٍّ - پانی اس جہاں میں ایسی نعمت ہے جسے اللہ تعالیٰ نے زندہ رہنے کے لئے اپنی مخلوقات کو ودیعت کیا ہے۔ اسی سے نباتات، جمادات حیوانات کے نظام چلتے ہیں، لیکن ایک بے نمازی آدمی بمفہوم حدیث جب مرنے لگتا ہے تو اسے سمندر کا پانی کیوں نہ پلا دیا جائے اس کی پیاس نہیں بجھتی۔ گویا انسان کی عارضی بقا پانی سے ہے۔ دائی بقا دین سے ہے۔ موسم گرما کی تپتی کڑکتی دھوپ میں چھاؤں میں رکھے ہوئے گھڑے کے پانی سے جب اپنی پیاس لوگ بجھاتے ہیں تو گاؤں کے اصحاب خدمت یعنی پانی بھر بھر کر تقسیم کرنے والوں کو ڈھیروں دعاؤں سے نوازتے ہیں۔ شہر کلاچی کے اندر ان دنوں بورنگ نہیں تھا۔

شہر کی غریب بیوہ عورتیں شہر سے باہر میلوں دور سے پانی بھر بھر کر لاتیں اور تقسیم کرتیں۔ غالباً ہفتہ یا ماہوار تنخواہ پر۔ اور اسی سے ان غرباء کی گذر بسر ہوتی ان میں ام استاد محمد زمان بھی تھیں (یعنی مولانا محمد زمان صاحب مدظلہ کی والدہ) اماں جان نے استاد محمد زمان کو نجم المدارس میں داخل کر دیا تھا تاکہ بیٹا بڑا ہو کر عالم بنے اور کلاچی کے لوگوں کی

دائمی بقا کا سبب بنے۔ نجم المدارس کا یہی شاگرد پھر نجم المدارس میں استاد بنا اور اب تک استاد حدیث بلکہ اب پورے عالم کے خوش نصیبوں کو حیاتِ جاوداں کی طرف گامزن کرنے کے سفر پر ہے۔

استاذی و استاذ العلماء شیخ التفسیر حضرت مولانا قاضی عبدالکریم صاحب مدظلہ (فاضل دیوبند) ۲۸ اکتوبر ۲۰۰۶ء کو سفرِ عمرہ سے واپسی پر پشاور ایئر پورٹ سے جامعہ ابوہریرہ تشریف لائے تو احقر نے استاذ مکرم مولانا محمد زمان صاحب مدظلہ کی ”المصنفات“ کا کمپوز شدہ مسودہ ان کی خدمت میں دعا کے لئے پیش کیا۔ موصوف بہت خوش ہوئے ڈھیروں دعائیں دیں اور ارشاد فرمایا اللہ کو جس سے دین کی خدمت جب لینی ہوتی ہے لے لیتے ہیں۔ دیکھیے آج سے کوئی بیالیس (۴۲) سال قبل کی یہ تحریر بیالیس (۴۲) سال بعد کچھ ترمیم اور اضافہ کے ساتھ اردو قالب میں ڈھل کر منظر عام پر آرہی ہے۔ ارشاد فرمایا۔ کلاچی میں ایک معزز نجم المدارس میں تحصیل علم کے لئے داخل ہوئے تو محمد زمان ایک غریب و فقیر خادم کے طور پر اس معزز کے ساتھ بطور خدمت کے آیا جایا کرتے تھے اور ان کے ساتھ کلاس میں ان کی خدمت کے لئے بیٹھ جایا کرتے تھے۔ اللہ کریم کا انتخاب دیکھو وہ صاحب تو علم سے محروم رہے اور خادم کو اللہ نے علم کی خدمت و اشاعت کو چن لیا وہ فقیر و درویش خادم آج مدرس معلّم اور محقق مصنف بن کر اور المصنفات کا مؤلف و مرتب بن کر پورے عالم پر آشکارا ہو رہا ہے۔

مشہور عالم چار ہیں۔ عالم ارواح۔ عالم شہادت۔ عالم برزخ۔ عالم آخرت۔ عالم ارواح میں روح بغیر جسد کے ہے۔ عالم شہادت، عالم برزخ، عالم آخرت میں مع الجسد ہے۔ عالم شہادت میں روح اگر اپنے حقیقی اوصاف پر قائم رہ جائے تو عالم برزخ میں جنت کی کھڑکی کھلتی ہے۔ اور عالم آخرت میں خود جنت میں ہوگی۔ اگر اپنے اوصاف

پر قائم نہ رہے تو عالم برزخ میں دوزخ کی کھڑکی کھلتی ہے اور عالم آخرت میں خود دوزخ میں ہوگی۔

روح کو اپنے اوصاف حقیقی پر قائم رکھنے کے لئے اللہ نے دین دیا ہے۔ روح اگر دین کے اس چشمے سے سیراب ہوتی رہے گی تو اپنے اوصاف پر قائم رہے گی۔ ورنہ خسر اللّٰنیاً وَالْآخِرَةَ کا مصداق بن جائے گی۔ دین کے یہ چشمے اوپر سے نازل ہوئے جسے جبریل امین لائے۔ اس کا نام قرآن ہے اور جو قلب محمد پر براہ راست القا کئے گئے اسے حدیث رحمۃ اللعالمین کہا گیا۔ یوں سمجھیے قرآن سورج ہے تو حدیث آنکھ ہے۔ یعنی ہر وہ فعل یا قول جو رسول اللہ ﷺ نے کیا ہے یا کہا ہے وہ حدیث رسولِ مبعوع ہے۔ ورنہ بصورت دیگر حدیث موضوع ہے۔ احادیث رسولِ مبعوع کا حصول قرآن کے علم کے حصول کی طرح ضروری ہے۔ یعنی قرآن مع الحدیث روح مع الجسد کی طرح لازم و ملزوم ہیں۔

بایں وجہ استاد محمد زمان صاحب نجم المدارس سے دورہ حدیث کے لئے دارالعلوم حقانیہ تشریف لائے۔ دستارِ فضیلت سے بہرہ ور ہو کر ابھی نجم المدارس واپس گئے ہی تھے کہ محدث العصر حضرت مولانا محمد یوسف بنوریؒ نے حدیث میں تخصص (پی۔ ایچ۔ ڈی) کے لئے بنوری ٹاؤن کے جامعۃ العلوم الاسلامیہ میں بلوالیا (جس کی تفصیل استاذ محمد زمان کی حال ہی میں شائع ہونے والی کتاب ”فتنہ انکار حدیث“ میں آگئی ہے) یہاں آپ محدث العصر حضرت بنوریؒ کے ہاں درجہ تخصص فی الحدیث میں داخل ہوئے اور الحمد للہ دو سال کے بعد ”المصنفات فی الحدیث“ کے موضوع پر یہ عظیم علمی اور تاریخی مقالہ تحریر فرمایا، جس کے متعلق حضرت محدث العصر مولانا محمد یوسف بنوریؒ فرمایا کرتے تھے کہ :

”حدیث کی کتابوں کا تفصیلی تعارف تو اپنی جگہ شائقین اتنی ڈھیر ساری حدیث کی کتابوں کے نام بھی پڑھ لیں تو یہ بھی ایک سعادت ہے۔“

ہوسکے۔

مبارک باد کے مستحق ہیں القاسم اکیڈمی کے کارکنان خصوصاً کمپوزر عزیز مکرّم مولوی گل رحمن سلمہ المنان، جنہوں نے اپنی شبانہ روز کی کاوشوں سے ”المصنفات“ کے کام کو نہایت ہی سلیقہ، حسن ترتیب، عقلمندی اور سرعت سے پایہ تکمیل تک پہنچنے میں مدد کی۔ اللہ پاک ان کی زندگی میں برکت دے، ”المصنفات“ کی کمپوزنگ کی طرح جامعہ ابوہریرہ کے اکاؤنٹس، نظامت اور میری ذاتی کاموں کی ترتیب و تشکیل میں ان کا بنیادی کردار ہے۔

دنی دعا ہے کہ باری تعالیٰ ان خدمات کے بدلے انہیں اپنی عظمتِ شان ہی کے شایانِ شان اجر عظیم سے نوازے۔

القاسم اکیڈمی اپنی زندگی کے ۹ سال پورے کرچکی ہے۔ اب تک مجھ گناہ گار کی بیاسی (۸۲) کتب کا منظر عام پر آنا اسی کے مرہونِ منت ہے۔ اس کی مطبوعات حرمین شریفین کی لائبریریوں تک جا پہنچی۔ اپنے ملک کے لوگ تو اس کے نام سے آشنا ہیں۔ پاکستان سے باہر بھی اپنا مقام بنا چکی ہے اس لئے کہ القاسم اکیڈمی خالص علم کی ترویج و اشاعت کا دوسرا نام ہے۔ اسی کے زیرِ اہتمام ماہنامہ القاسم پوری دنیا میں پہنچ رہا ہے۔ جس کی خصوصی اشاعتوں نے پوری دنیا میں اکابر کے علمی اور سوانحی خاکوں کو متعارف کرایا ہے۔

القاسم اکیڈمی اپنے فنڈز اپنی مطبوعہ کتب کی سرکولیشن سے بناتی ہے۔ اس پر اللہ تعالیٰ شانہ نے برکت کا ہاتھ رکھا ہوا ہے۔ اس کی مطبوعہ کتب کے کئی کئی ایڈیشن شائع ہو چکے ہیں۔ اس میں میرے اکابر اساتذہ و مشائخ کی طرح میرے عظیم محسن و مربی استاذ مولانا محمد زمان مدظلہ العالی کی شفقت ہے مہربانی ہے، عنایت ہے اور مخلصانہ دعائیں ہیں۔ کہ

آنجناب نے ”المصنفات“ جیسی ضخیم کتاب (کہ جو ایک ہزار سال کے محدثین کی زندگیوں کا مستند ذخیرہ ہے) کو طبع کرنے کا شرف القاسم اکیڈمی کو بخشا، اللہ تعالیٰ کا لاکھ لاکھ شکر ہے اس کا احسان ہے کہ اس نے اکیڈمی کو سرخر و کیا یہ اس مالک کا کرم ہے۔

بقول حبیب نقشبندی

دیا ہے جس نے نخلِ آرزو کو دہر میں پانی

جہاں کی پرورش اس کی ربوبیت میں مضمحل ہے

وَجَعَلْنَا مِنَ الْمَاءِ كُلَّ شَيْءٍ حَيٍّ

دو سال قبل دورانِ اعتکاف یہ چند اشعار

حضرت الشیخ مولانا مفتی محمد زرولی خان

کی مدح میں موزون ہوئے

محمد ہمایوں مغل

نور سے معمور جن کا دورہ تفسیر ہے
جلوہ گر ہوں صاحبِ کشف و آلوسی، فخر
نام بنوری کا ان کے لب پہ دن اور رات ہے
ترجمہ سے شان واضح شیخ لطف اللہ کی ہے
یہ وہ عالم جسکی رگ رگ میں بسا قرآن ہے
علم دین کے صاحبِ مسند کی یہ پہچان ہے
شان امام اعظم کی ہوتی ہے ہر آیت پر عیاں
ہیں تحفظ کا قلعہ قرآن و سنت کیلئے
ہے بیاں پر سوز ان کا اور عمل ہے باکمال
دینِ روشن کا ہے مظہر یہ تو عالم بے بدل
ان کے ہر قول و عمل میں سنتوں کی چاشنی
اس کی ہر مجلس منور اور محفل خیر کی
علم کی ناموس ہے دینِ مبیں کی آن ہے
گوہر نایاب ہے یہ ہند و پاکستان میں
تھک چکا ہے اب قلم طاقت نہیں زبان میں

کس قدر حیران کن یہ عالم نحریر ہے
یوں بیاں کرتے ہیں یہ قرآن کی تفسیر پر
انکا سرمایہ ہی استادوں کی اک اک بات ہے
اہل باطل کیلئے لکار انور شاہ کی ہے
حضرت محمود مفتی کی یہی پہچان ہے
جبہ و دستار و عصاء کی اک انوکھی شان ہے
فقہ کی تعبیر سے معمور ہے درس و بیاں
ہیں یہ شمشیر برہنہ شرک و بدعت کیلئے
بے نظیر ان کی فصاحت اور بلاغت بے مثال
پیکر حسن و ادب ہے منبع علم و فضل
تیرگی کو دی انہوں نے علم دین کی روشنی
ہے نرالی شان دیکھو اس خدا کے شیر کی
دورِ حاضر میں تو یہ قدرت کا اک احسان ہے
ہے ولی کامل ذرا دیکھو تو اس جہان میں
کیا کہے عاجز حسن اب اور انکی شان میں

شیخ الحدیث مولانا مفتی محمد زرولی خان

کے نامِ نامی کے حروف کے اعتبار سے

محمد ہمایوں مغل

م	مردِ مؤمن، مردِ حق گفتار مفتی زرولی	دین کا ایک دیدہ بیدار مفتی زرولی
ف	فصلِ رب سے کر رہے ہیں خدمتِ دینِ مبین	بزمِ دین کا ہیں اہم کردار مفتی زرولی
ت	تیرگی کو دے رہے ہیں علمِ دین کی روشنی	روشنی علم کے مینار مفتی زرولی
ی	یہ مسلسل روز و شب کوشاں فروغِ دین میں	ہیں جہادِ دین کا اک کردار مفتی زرولی
ز	زہد و تقویٰ ان کا شیوہ، درسِ قرآن اُنکا مشغل	ہر برائی سے بہت بیزار مفتی زرولی
ر	رحمتِ حق سے ہیں فائز مسندِ تدریس پر	ہیں مدرس کتنے خوش گفتار مفتی زرولی
و	وقت کی بڑھتی ہوئی اس تیرگی کے عہد میں	مشعلِ دین کے علمبردار مفتی زرولی
ل	لفظ و معنی کی حقیقت کے بڑے عقدہ کشا	شرک و بدعت کیلئے تلوار مفتی زرولی
ی	یہ ہزاروں طالبِ دینِ مبین کے واسطے	کر رہے ہیں راستے ہموار مفتی زرولی
خ	خیر خواہی احسن العلوم کی ہے جن کا فرض	ہیں ایک قافلہ سالار مفتی زرولی
ا	ایک بخاری اور پیدا ہو گئے جیسے یہاں	ایسے علمِ حدیث سے سرشار مفتی زرولی
ن	نورِ علم قرآن سے شانِ آلوسی ہے عیاں	
	ہیں ایک ایسا علم کا معیار مفتی زرولی	

مفتی اعظم پاکستان شیخ الحدیث والنفیس مولانا محمد زرولی خان مدظلہم
مؤسس جامعہ احسن العلوم کراچی

فرض نمازوں کے بعد سنتِ مؤکدہ اور ادو وظائف پر مقدم ہیں

محترم و مکرم حضرت مولانا عبدالقیوم حقانی صاحب دامت برکاتہم
دعوات و تسلیمات کے بعد عزیزم مولانا مفتی عبدالصبور کی تحریر پر نقد و نظر پیش خدمت ہے۔
امید ہے آپ جو طبع اور سخاوت دیرینہ کے علمی قلم کے ساتھ اپنی شان اور تسلی تحریر میں شوکت
دیانت کے پیش نظر اولین فرصت میں آپ کے حسین عنوان کے ساتھ القاسم میں یہ شائع ہو سکے
تو کرم بلائے کرم ہوگا۔ آپ خود نور فرمائیں کہ ہمارے ملک میں سنتیں پڑھنے کا جو بہترین رواج
ہے اگر اس طرح فرضوں کے بعد بیٹھ کر اور سنتوں کو موخر کیا جانے لگا تو اس کا اثر کیا ہوگا؟ خدا نہ
کرے وہ وقت نہ آئے کہ بلادِ عرب کی طرح کامل ایمان اور راسخ عقیدہ کے باوجود سنن
مؤکدات تقریباً متروک اور غیر معمول بھی ہو رہی ہیں۔ عزیزم عبدالصبور کو بھی شفقت بھری تنبیہ
کی ضرورت ہے کہ مفتی کے نام سے اس قسم کی خود زنی اور کارآمد عبارات جو اصل نسخہ اصلاح ہے
اس سے کیوں پہلو تہی برتی گئی؟ اگر آنحضرت یا ان کی اپنی کوئی رائے ہو تو رائے کی حیثیت سے
اظہار میں کوئی نقصان نہیں لیکن والحق ما قال الجمہود کی دیانت و امانت محفوظ رہنا
چاہئے۔ دعواتِ صالحہ میں فراموش نہ فرمائیں (محمد زرولی خان) (۱۳ شعبان ۱۴۲۹ھ)

احادیث و آثار، فقہ و فتاویٰ کی روشنی میں محقق اور بہتر یہی ہے کہ فرض نماز کے بعد
جب سنتِ مؤکدہ ہوں جیسے ظہر کے بعد دو یا مغرب کے بعد دو رکعات یا عشاء کے بعد دو رکعات
یا نمازِ جمعہ کے بعد پہلے سنت ادا کی جائیں اور تسبیحات یا آیۃ الکرسی اور استغفار وغیرہ اس کے بعد

کیا جائے۔ اکابر علماء جیسے محقق ابن ہمام، علامہ ابن عابدین شامی، صاحب نور الایضاح اور امام العصر حضرت مولانا محمد انور شاہ کشمیری صاحب اور محدث زمانہ شارح بخاری و ترمذی حضرت الاستاذ مولانا محمد یوسف صاحب بنوری اور دیگر صدہا محققین فقہاء اور محدثین نے یہی لکھا ہے بلکہ علی التحقیق شمس الائمہ حلوانی وغیرہ نے بھی سنتوں کے بعد اور اد پڑھنے کا قول کیا ہے۔ محقق ابن الہمام نے اس پر کلام کرتے ہوئے چند باتیں کہی ہیں کہ سنتیں مؤکدات ہیں اور یہ تسبیحات وغیرہ غیر مؤکد بلکہ مندوب اور نفل کے درجہ میں ہے۔ اس لئے غیر مؤکد فعل سے مؤکد کو مؤخر نہ کیا جائے۔ حدیث میں دبر الصلوٰۃ یا دبر المكتوبات کا یہی مطلب ہے، کیونکہ سنن وغیرہ توابع اور مکملات ہیں سو جو عمل سنتوں کے بعد ہو وہ مکتوبہ اور فرضوں کے بعد ہی سمجھا جائے گا۔ کچھ عرصہ سے بعض نیک لوگ فرضوں کے بعد سنتوں سے پہلے بیٹھے رہتے ہیں اور تسبیحات وغیرہ پڑھتے ہیں جو کہ فقہ اور حدیث کی روشنی میں خلاف تحقیق ناہماسب اور ناپسندیدہ بات ہے۔ تحقیق سے ثابت شدہ اور نہایت مناسب اور پسندیدہ بات یہ ہے کہ اللهم انت السلام کی دعا کے مقدار فصل بین المكتوبہ والسنن سنت ہے اور بہت طویل دعائیں مانگنا یا انا مل پر تسبیحات وغیرہ پورا کرنا یا آیۃ الکرسی اور اوراد وغیرہ کرنا سنتوں سے پہلے نہیں بلکہ سنت مؤکدہ کے بعد ہونا چاہئے۔

اس سلسلے میں بزرگوارم حضرت مولانا عبدالقیوم حقانی دامت برکاتہم کے ماہنامہ القاسم میں ان کے جامعہ کے مفتی عبدالصبور مدظلہ کی تحریر نظر سے گزری، جس میں نفس جوڑ کا سہارا لے کر اصل سنت اور پسندیدہ طریقہ کار سے اغماض برتا گیا ہے بلکہ اکثر عبارات بغیر فہم و تدبر کے پیش کی گئی ہیں جو اہل حق مجلہ کے لئے غیر موزوں اور حضرت مولانا عبدالقیوم حقانی صاحب جیسے قدر دان تحقیق کے لئے اور ان کے ادارے اور مفتی موصوف کے لئے بہت ہی ناموزوں مرحلہ ہے۔ ذیل میں ہم ان کی پیش کردہ عبارات کا تفصیلاً جائزہ پیش کرتے ہیں جس سے صاف ثابت ہوگا کہ ان کا اقدام اور پیش کردہ عبارات ناموزوں اور غیر محل میں واقع ہیں۔

موصوف نے در مختار کی عبارت نقل کی ہے اور اس پر علامہ ابن عابدین کا یہ ارشاد

ترک فرمایا کہ :

واما ما ورد من الاحادیث فی الاذکار عقیب الصلاة فلا دلالة فيه على الاتیان بها قبل السنة بل يحمل على الاتیان بها بعدها لان السنة من لواحق الفرضية و توابعها و مکملاتها فلم تكن اجنبية عنها فما يفعل بعدها يطلق عليه أنه عقیب الفرضية۔ (ج ۳ ص ۳۴)

جس کا حاصل سنتوں کے بعد اوراد و وظائف ہیں۔ ابن عابدین نے یہ بھی لکھا ہے کہ ام المؤمنین کی حدیث کے پیش نظر انہی کلمات یا اس کے مقدار مختصر فصل فرض و سنتوں کے درمیان کافی ہے۔ موصوف نے در مختار کی عبارت ”واختاره الکمال“ کو بھی نہیں سمجھا ہے اور یہ بہت ساروں کو مغالطہ ہوا ہے کیونکہ محقق ابن الہمام نے جس کو ترجیح دی ہے اور پسند کیا ہے وہ فرضوں کے بعد وظائف و اوراد سے پہلے سنتوں کے لئے قیام ہے نہ کہ اوراد و وظائف سنتوں سے پہلے پڑھنا ہے۔ چنانچہ ابن عابدین فرماتے ہیں :

”ان الذی اختاره الکمال هو الاول فكان معناها ان الاولى الا یقرأ قبل السنة“۔

مزید لکھتے ہیں کہ اوراد و وظائف کے بعد جو سنت پڑھی جائے گی وہ خلاف سنت ہوگی۔ حتیٰ لو صلاها بعد الاوراد تقع سنة مودة لكن لا فی وقتها المستور۔ ابن عابدین نے یہ بھی لکھا ہے کہ ادائیگی سنت کے لئے اگر گھر جائے تو یہ فصل مانع نہیں مگر سنتوں سے پہلے اوراد و وظائف سنت طریقے کی خلافت ورزی ہے۔

ای فلا یکره الفصل بمسافة الطريق۔ (ج ۱: ص ۳۵۶)

بعض حضرات کو قال الحلوانی لا بأس بالفصل بالاوراد۔ در مختار نور الايضاح وغیرہ سے مغالطہ ہوا ہے کیونکہ لا بأس کا مطلب ناپسندیدہ ہی ہے کیونکہ بأس لغت میں شدت کو کہتے ہیں۔ ابن عابدین کہتے ہیں :

ان المشهور فی هذه العبارة کون خلافه اولی فکان معناها ان الاولی
أن لا یقرأ قبل السنة۔

یہی مطلب محقق ابن الہمام نے سب سے پہلے نقل کیا ہے جیسا کہ آگے چل کر ہم
عرض کرنے والے ہیں۔ ایک اور مقام پر فقیہ ابن عابدین لکھتے ہیں :

و کذا لو فصل بقراءة الاوراد لان السنة بقدر اللهم انت السلام حتی لو
زاد تقع سنة لا فی محلها المسنون۔ (فتاویٰ شامی ص ۱۱۲)

واضح رہے صحیح روایت میں فرضوں کے بعد سنت پڑھنے والے کو حضرت عمرؓ نے جو بٹھایا
اس کا حاصل بھی یہی ہے کہ اس نے بمقدار اللهم انت السلام بھی وقفہ نہیں کیا جو کہ غلط تھا اور
تنبیہ کے لائق تھا۔ اس روایت سے اور فقہاء اور محدثین کی تنقیحات سے پتہ چلتا ہے کہ سنت مقدار
پر بہت زیادہ اضافہ اور طویل و عریض دُعا ہیں بھی ناپسندیدہ اور خلاف سنت ہیں بلکہ مختصر وقفہ
مختصر دُعا اللهم انت السلام یا اس کے برابر کے الفاظ ہی سنت ہیں زیادہ طویل سے احتراز کیا
جائے۔

طرف تماشہ :

نور الایضاح وغیرہ پر تکیہ کر کے جو مطلب لیا گیا : صاحب نور الایضاح نے
نور الایضاح کی دونوں شرحوں میں اس کے خلاف لکھا ہے۔ چنانچہ صاحب نور الایضاح لکھتے ہیں :
فالاولی تاخیر الاوراد عن السنة۔

نیز صاحب اختیار کا قول اس کی تائید میں نقل کیا ہے۔ (مراقی ص: ۵۷)

مزید لکھتے ہیں کہ سنت سے پہلے اوراد کرنے سے سنت خلاف سنت اور اس کا ثواب کم

سے کم ہو جائے گا۔ (صفحہ بالا)

اپنی دوسری شرح میں فرماتے ہیں : و انما قال لا بأس لان المشهور من هذه
العبارة استعمالها فی ما یکون خلافه اولی۔ یعنی کلمہ لا بأس غیر پسندیدہ امور کے لئے

فقہاء کی عبارات القیام إلى السنة متصل بالفرض مسنون وغیرہ کا حاصل اللهم انت السلام الخ یا اس کے مقدار مختصر دُعا اور ذکر کے بعد سنت ہے۔ حضرت عمرؓ نے جس شخص کو ٹوکا تھا جس پر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم خوش ہوئے اور حضرت عمرؓ کو دُعا دی تھی اس نے اس مسنون فصل کو چھوڑ دیا تھا، اگر کوئی اس سے زیادہ کا قائل ہو سو وہ لا کے پیش کرے۔

(فتح القدر ج ۱، ص ۴۳۹)

مزید لکھتے ہیں کہ بعد الصلوٰۃ کی دعوات اور اذکار فرضوں سے متصل سنن مؤکدہ سے پہلے کے متقاضی نہیں اور گھر وغیرہ جانا اور سنت پڑھنا امر آخر ہے جو فصل مانع نہیں۔ (ج ۱، ص ۴۴۰)

مزید لکھتے ہیں کہ آج کل مساجد میں جو طویل و عریض اذکار پڑھ کر پھر سنت پڑھتے ہیں یہ ثابت نہیں۔

”والحاصل انه لم يثبت عنه صلى الله عليه وسلم الفصل بالاذكار التي يواظب عليها في المساجد في عصرنا من قراءة آية الكرسي والتسبيحات واخوانها ثلاثا وثلاثين وغيرها بل ندب هو اليها۔“ (ج ۱، ص ۴۴۰)

محقق ابن الہمام نے مزید لکھا ہے کہ جس عمل پر بیہنگی رہی وہ سنت ہے اور ان اور ادو وظائف پر بیہنگی نہیں رہی لہذا یہ مندوب اور مستحب ہے۔

کلمہ لا بأس کے متعلق فرماتے ہیں : والمشهور في هذه العبارة كونه لما خلافة اولي فكان معناها ان الاولی الايقراء الاوراد قبل السنة۔ (ج ۱، ص ۴۴۱)

طرفہ تماشا : امام ابوحنیفہ کے حوالے سے لکھا ہے کہ بعض ائمہ فرض پڑھا کر مصلے پر بیٹھے رہتے بلکہ سنت طریقہ یہ ہے کہ وہ اُٹھے اور سنت پڑھے۔ البتہ بمقدار اللهم انت السلام الخ فصل اور سنتوں کے لئے جگہ بدلنا مستحب ہے۔ (فتح القدر ج ۱، ص ۴۴۱)

بعض حضرات نے اور خود زیر بحث تحریر میں شاہ ولی اللہ کا حوالہ دیا گیا ہے۔ سو اس بارے میں محدث العصر حضرت مولانا سید یوسف بنوری مرحوم معارف السنن شرح ترمذی میں

لکھتے ہیں کہ ہمارے استاذ امام العصر حضرت مولانا محمد انور شاہ صاحب نے شاہ ولی اللہ کی رائے پسند نہیں فرمائی اور محقق ابن الہمام کی رائے اور تحقیق پسند فرماتے تھے۔

حضرت شاہ ولی اللہ کی عبارت پر شاہ انور شاہ کی ناراضگی اور محقق ابن الہمام کی تحقیق پر اطمینان ظاہر کر کے حضرت بنوری فرماتے ہیں کہ بہتر اور افضل اور ادو وظائف کو سنتوں کے بعد رکھنا ہے۔ حضرت بنوری فرماتے ہیں کہ جو حلوانی سے لابا اس منقول ہے۔ اس کا مطلب بھی یہی ہے کہ اولیٰ افضل سنت پہلے پڑھنا ہے۔ (معارف السنن ج: ۳، ص: ۱۱۸، ۱۱۹)

لطیفہ تحقیق :

حضرت الاستاذ حضرت بنوری فرماتے ہیں کہ محقق ابن الہمام کی جو تحقیق ہے کہ طویل اذکار و دعوات سنن مؤکدات کے بعد ہوں اس دُعا بعد السنن کی گنجائش نکلتی ہے۔

(معارف السنن ج: ۳، ص: ۱۲۳)

مندرجہ بالا عبارات اور تحقیقات سے پتہ چلا کہ فرض نمازوں کے بعد مختصر دُعا سنت ہے اور سنن مؤکدہ تسبیحات اور اوراد کے لئے مؤخر نہ کئے جائیں اور یہ کہنا کہ جائز ہے اس کے ساتھ یہ کہنا ضروری ہے کہ خلاف اولیٰ اور خلاف سنت ہے کیونکہ سنت طریقہ جن نمازوں کے بعد سنت مؤکدہ ہیں جیسے ظہر، مغرب، عشاء اور جمعہ اس میں طویل دُعا تیں، تسبیحات اور اوراد و وظائف سنن کے بعد ہی سنت طریقہ ہے اور سنتیں مؤخر کر کے اور ادو وظائف کے لئے بیٹھے رہنا خلاف سنت اور ناپسندیدہ ہے۔ البتہ جن نمازوں کے بعد سنت مؤکدہ نہیں جیسے فجر اور عصر ان کے بعد طویل دعوات و اذکار میں کوئی مضائقہ نہیں۔

سو معلوم ہوا کہ عزیزم مفتی عبدالصبور مفتی جامعہ ابو ہریرہ کے مندرجات خلاف تحقیق

والسلام

اور محتاج تشریح ہیں۔



القاسم اکیڈمی کی ایک اور عظیم روحانی پیشکش

امام لاہوری کے رسائل

صدیقی ٹرسٹ کراچی کے شائع کردہ الامام الکبیر مولانا احمد علی
لاہوری کے تبلیغی، اصلاحی، آسان اور نافع رسائل کا مجموعہ



رشحاتِ قلم

الامام الکبیر حضرت مولانا احمد علی لاہوری

مرتب

مولانا عبدالقیوم حقانی



القاسم اکیڈمی، جامعہ ابو ہریرہ، خالق آباد، نوشہرہ

القاسم اکیڈمی کی تازہ ترین مطبوعات

۱۔ حسین احمد مدنی ترتیب و تبویب، مبلغ ختم نبوت مولانا محمد اسماعیل شجاع آبادی
سوانح و افکار، عظمتِ کردار، تصنیفات و افادات، علمی جواہر پارے اور خطبات،
اقبال کا مغالطہ اور معترضین کے جوابات۔ صفحات: ۳۶۸..... قیمت: ۲۰۰ روپے

۲۔ اُمہات المؤمنین

اُمہات المؤمنین کے تذکرہ و سوانح پر ایک مختصر مگر اچھوتی اور دلچسپ تالیف، ڈاکٹر
اصغر حسن وسیر کے رُشحاتِ قلم کا حسین ادبی اور تاریخی شہ پارہ، تحریر میں نرمی اور مٹھاس، خوشگوار
لب و لہجہ، ربیان کی دلکشی نے کتاب کو چار چاند لگا دیے ہیں۔ ۱۲۳ صفحات۔ قیمت: ۱۲۰ روپے

۳۔ والد کا پیغام اولاد کے نام مولانا عبدالقیوم حقانی کے سحر انگیز قلم سے
ایک دلچسپ انقلاب آفرین، موثر سوانحی، علمی ادبی اور تاریخی مرقع۔ (زیر طبع)

۴۔ بنیاد کا پتھر مولانا عبدالقیوم حقانی کے سحر انگیز قلم سے

تنظیموں، جماعتوں، تحریکوں اور اداروں کے اصل روح رواں کارکن ہوتے ہیں،
جن کی حیثیت ”بنیاد کے پتھر“ کی ہوتی ہے۔ کارکن کی محنت، لگن، اعلیٰ کارکردگی اور مخلصانہ
کردار سے انقلاب واقع ہوتے ہیں۔ ایسے ہی ایک مخلص، جفاکش، نظریاتی اور وفادار کارکن کی
دلچسپ کارکردگی اور حیرت انگیز کردار پر فکر انگیز تصنیف۔ (زیر طبع)

۵۔ اَسْفَارِ حَجِّ وَعَمْرِهِ اور تاریخِ حرمین شریفین

مولانا عبدالقیوم حقانی کے ۱۹۸۵ء سے تاہنوز اَسْفَارِ حَجِّ وَعَمْرِهِ کی دلچسپ روئیداد
مشاہدات، عتبات اور حیرت انگیز واقعات، ساتھ ساتھ حرمین شریفین کی مختصر دلچسپ روح
پرور تاریخ بھی۔ (زیر طبع)

القاسم اکیڈمی، جامعہ ابو ہریرہ، برانچ پوسٹ آفس خالق آباد، نوشہرہ سرحد پاکستان

القاسم اکیڈمی کی تاریخی اور عظیم پیشکش

دفاع امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ

رشحاتِ قلم : مولانا عبدالقیوم حقانی

امام اعظم ابوحنیفہ کی سیرت و سوانح، علمی و تحقیقی کارنامے، تدوین فقہ، قانونی کونسل کی سرگرمیاں، دلچسپ مناظرے، حجیت اجماع و قیاس پر اعتراضات کے جوابات، نظریہ انقلاب و سیاست، فقہ حنفی کی قانونی حیثیت و جامعیت اور تقلید و اجتہاد کے علاوہ قدیم و جدید اہم موضوعات پر سیر حاصل تبصرے۔ جدید کمپیوٹر کمپوزنگ اور کمپیوٹر انرزڈ ٹائٹل، مضبوط جلد بندی اور شاندار طباعت۔

صفحات : 352 قیمت : 220 روپے

القاسم اکیڈمی جامعہ ابوہریرہ برانچ پوسٹ آفس، خالق آباد، ضلع نوشہرہ

القاسم اکیڈمی کی ایک تاریخی پیشکش

سوانح شیخ الاسلام

حضرت مولانا حسین احمد مدنی رحمہ اللہ

تالیف : مولانا عبدالقیوم حقانی

☆ سلسلہ نسب، ابتدائی تعلیم، اساتذہ اور دلچسپ واقعات ☆ احترام اساتذہ، شیخ الہند سے عشق و محبت اور دوران اسارت خدمت و مصاحبت ☆ شیخ الہند کا جانشین ☆ سیرت و کردار، اخلاص و للہیت، جود و سخا، بے نیازی و استغناء اور جامعیت ☆ انداز تدریس، درس حدیث سے عشق و انہماک، طلبہ پر شفقت و محبت، محدثانہ جلالتِ قدر اور بعض درسی افادات ☆ خوفِ خدا، تقویٰ، ایثار و توکل، اعلیٰ اخلاقی اقدار، خدمتِ خلق اور مہمان نوازی ☆ انابت و عبادت، نماز سے محبت اور شوقِ تلاوت ☆ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم سے عشق و محبت، اطاعت، اتباع سنت اور استقامت ☆ سادگی و بے نفسی، صبر و تحمل، عفو و کرم اور تواضع و خاکساری ☆ احسان و تصوف اور سلوک و معرفت میں عظمت، مقام، مرجعیت، محبوبیت اور فنائیت ☆ وعظ و خطابت، ارشادات و ملفوظات اور ایمان افروز باتیں ☆ رویائے صالحہ اور کرامات ☆ ذوقِ شعر و ادب اور پسندیدہ اشعار ☆ مکتوبات ☆ لطائف و ظرائف ☆ حضرت مدنی کا سفر آخرت ☆ خوانِ یغما اور اس جیسے دیگر دلچسپ واقعات کا حسین مرقع۔

صفحات : 272 قیمت : 180 روپے

القاسم اکیڈمی، جامعہ ابوہریرہ

برانچ پوسٹ آفس خالق آباد، ضلع نوشہرہ صوبہ سرحد پاکستان

القاسم اکیڈمی کی تازہ، عظیم اور شاہکار علمی پیش کش



شرح شمائل ترمذی

(تین جلد مکمل)

ایک عظیم خوشخبری

تصنیف : مولانا عبدالقیوم حقانی

ایک نادر تحفہ

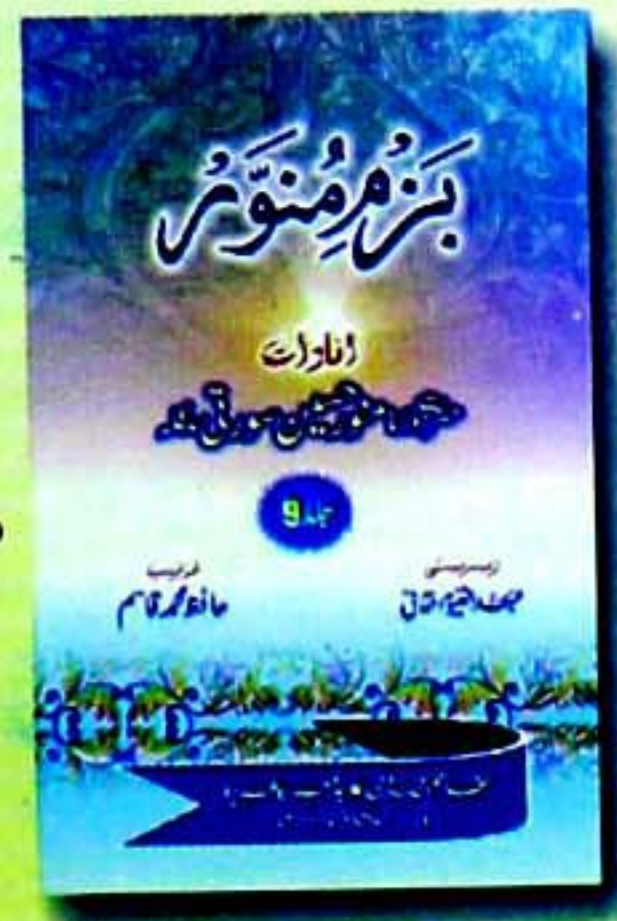
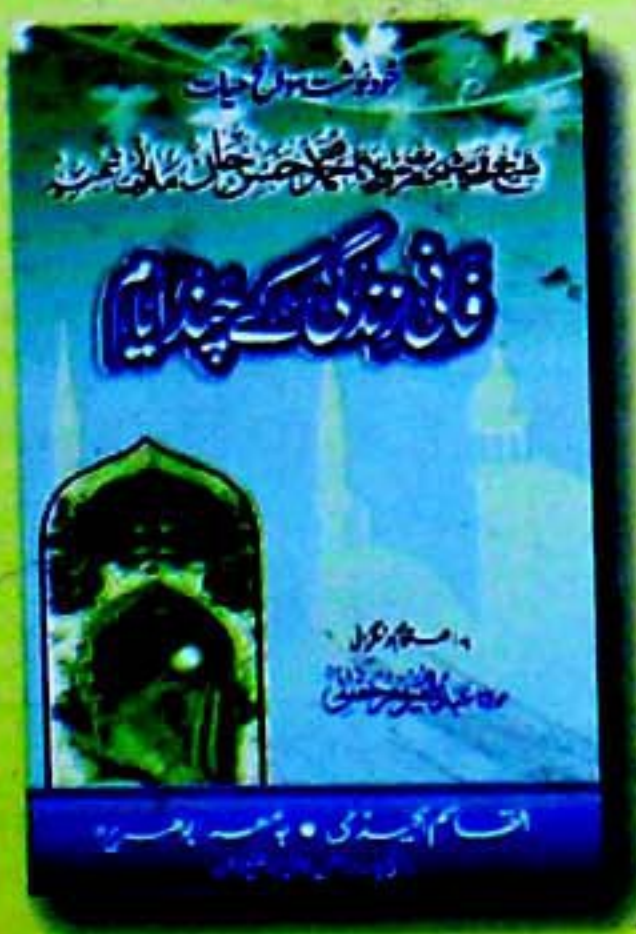
حدیث کی جلیل القدر کتاب شمائل ترمذی کی سہل و دلنشین تشریح، سلجھی ہوئی سلیس تحریر، اکابر علماء دیوبند کے طرز پر تفصیلی درسی شرح، لغوی تحقیق اور مستند حوالہ جات، متعلقہ موضوع پر ٹھوس دلائل و تفصیل، رواد حدیث کا مستند تذکرہ، متنازعہ مسائل پر تحقیق اور قول فیصل، معرکہ الآراء مباحث پر جامع کلام، علماء دیوبند کے مسلک و مزاج کے عین مطابق، جمال محمد ﷺ کا محدثانہ منظر، نہایت تحقیقی تعلیقات اور اضافے، اردو زبان میں پہلی بار منصفہ شہود پر جدید ایڈیشن میں تمام حوالہ جات اور عربی عبارات کا بھی اردو ترجمہ کر دیا گیا ہے۔

صفحات : 1600

القاسم اکیڈمی، جامعہ ابوہریرہ

برانچ پوسٹ آفس خالق آباد، ضلع نوشہرہ سرحد پاکستان

عبدالقیوم حقانی کی تصنیفات



القاسم اکیڈمی جامعہ ابوہریرہ
برائے پوسٹ آفس خالق پبلسنگ ہاؤس

